

نِسْوَانِ بِاَلْ اَوْر اُنْ كِي آرَاش



www.KitaboSunnat.com

اُمّ عبد منیبؑ

مَشْرِعِ اِلْم وَحِکْمَت

0321-4609092

ندیم ناؤن ڈاکخانہ اعوان ناؤن لاہور





معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب و سنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مَجْلِسُ التَّحْقِيقِ الْإِسْلَامِيِّ کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی
کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

✉ KitaboSunnat@gmail.com

🌐 www.KitaboSunnat.com

نِسْوَانِی بَالِ اور
اُن کی آرائش

اُمّ عبد منیب

www.KitaboSunnat.com

مشرعہ علم و حکمت

0321-4609092

ندیم ٹاؤن ڈاکخانہ اعوان ٹاؤن لاہور

م محفوظ جميع الحقوق



نوائی بال	نام کتاب
ان کی آراش	اہتمام
محمد عبد منیب	ناشر
مشر بہ علم و حکمت	اشاعت اول
صفہ المطفّر ۱۴۲۷ھ	اشاعت دوم
ذی القعدہ ۱۴۲۹ھ	قیمت
40:00	



ناشر: مشر بہ علم و حکمت (دار الفکر)

ندیم ٹاؤن ملتان روڈ لاہور۔ پاکستان 0321-4609092
0300-4270553

ڈسٹری بیوٹر: دارالکتب السلفیہ

(4 شیش محل روڈ لاہور۔ پاکستان 54000) Ph:092-042-7237184

فہرست

9	سر کے بالوں کی آرائش
9	سر کے بال دھونا
9	تیل لگانا
10	مانگ نکالنا
11	چوٹیاں گوندھنا
12	بالوں پر کوئی زیور یا پھول ٹانگنا
13	سر پر ابھار، جوڑا اور پف بنانا
15	تصویر یا آلات موسیقی کی شکل والے کلپ
16	کام کاج کے وقت عارضی جوڑا بنانا
16	جوڑے کے ساتھ نماز نہیں ہوتی
18	سر کے بال کٹوانا
20	سر کے بال منڈانے کی ممانعت
20	مردوں سے مشابہت
22	غیر مسلموں سے مشابہت
23	عورت کا سر کے بال کا ٹنا مثلاً ہے
24	جواز کے قائلین

- 30 ترک زینت کے لیے بال کٹانا
- 31 حج و عمرہ کے بعد بال کٹانا
- 33 شوہر کے لیے بال کٹانا
- 34 اضطراب یا مجبوری
- 34 بالوں کے سرے کاٹنا (ٹریسنگ)
- 35 کچھ بال کٹنا اور کچھ چھوڑ دینا
- 37 وگ (مصنوعی بال)
- 38 وگ کی ممانعت
- 39 وگ لگانے اور لگوانے والی پر لعنت
- 41 یہودیوں کا فعل
- 41 بنی اسرائیل کی ہلاکت کا سبب
- 42 غیر مسلموں کا طریقہ
- 42 رسول اللہ ﷺ کی ڈانٹ
- 42 وگ دہن کے لیے ممنوع
- 43 محدثین اور فقہاء کی رائے
- 44 پراندا
- 45 مکمل گھنچے پن کی صورت
- 46 ہینیر ٹرائس پلاٹ
- 47 سفید بالوں کو کالا کرنا

- 49 بال کالے کرنا ممنوع
- 50 جنت کی خوشبو سے محروم
- 50 نظر رحمت سے محروم
- 50 روز قیامت سیاہ چہرے والے
- 50 بے ضرر طریقے سے بال کالے کرنا
- 51 کالا خضاب لگانے کے قائلین
- 51 خضابی کنگھی استعمال
- 52 شادی یا کاروبار کے لیے سیاہ خضاب لگانا
- 52 مجاہدین کا سیاہ خضاب لگانا
- 53 سفید بال کسی اور رنگ سے رنگنا
- 54 کافرہ عورتوں کی مشابہت پر بال رنگنا
- 57 چہرے کے بال رنگنا
- 58 پلاسٹک سرجری کے ذریعے چہرے کا رنگ یا جلد تبدیل کرنا
- 59 ابرو کے بال اکھیڑنا
- 62 شوہر کے لیے ابرو کے بال اکھیڑنا
- 62 دونوں ابرو کے درمیان والے بال اکھاڑنا
- 63 مجبوری
- 64 چہرے کے بال اکھیڑنا
- 66 عورت کے داڑھی یا مونچھ کے بال اک جانا

- 68 جسم کے بال صاف کرنا
- 69 اللہ کی تخلیق میں تبدیلی
- 72 کیا یہ غیر ضروری بال ہیں
- 73 فاحشہ عورتوں کی نقالی
- 74 ایسا کر لیں تو کیا ہرج ہے
- 75 جسم کو اذیت دینے کا باعث
- 75 بیوٹی پارلر پر جانا حرام امور میں شرکت ہے
- 76 بے حیائی
- 77 کیا شوہر کے لیے ایسا کر سکتے ہیں
- 81 زیر ناف اور بغل کے بالوں کا ازالہ
- 81 کتنے دن بعد ازالہ کیا جائے
- 83 مونڈنا کا ٹنایا اکھیڑنا
- 83 کیا عورت ریزر (استرا) استعمال کر سکتی ہے
- 84 غسل اور بالوں کا ازالہ
- 84 بال اور ناخن تراش کر پھینک دیں یا کوئی احترام ہے
- 85 کتابیت
- 87 علمائے کرام جن کی فتاویٰ بالواسطہ یا بلاواسطہ لیے گئے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سخن وضاحت

اللہ تعالیٰ نے جتنی مخلوقات پیدا کی ہیں ان میں سے انسان کی شکل و صورت کو بہتر، احسن اور خوب صورت ڈیل ڈول عطا کی۔ ارشاد ہے:

﴿وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ﴾ (۱: ۷۱)

”اور تحقیق ہم نے انسان کو بہترین انداز سے پیدا کیا ہے۔“

اس نے انسان کو مناسب اعضاء عطا کیے۔ ان سب اعضاء کا کوئی نہ کوئی وظیفہ انسانی بدن میں مقرر کیا۔

جب انسان پیدا ہوتا ہے تو اس کے سر بھنوں اور پلکوں کے بال موجود ہوتے ہیں۔ تمام جسم پر ہلکے ہلکے نرم نرم روئیں نظر آتے ہیں۔ سر کے بال ساتویں دن منڈوا دینے کا حکم ہے چاہے لڑکا ہو یا لڑکی لیکن یہ کٹانے یا منڈوانے کے باوجود بڑھتے رہتے ہیں۔ زیر ناف، بغل، مونچھ اور داڑھی کے بال جوانی کی آمد پر نمودار ہوتے ہیں اور ساری عمر صاف کرنے، مونڈنے یا کاٹنے کے باوجود بڑھتے رہتے ہیں۔

عورت کی فطرت میں آرائش، اس کے بعد نمائش اور نمائش کے بعد ستائش وصول کرنے کا جذبہ رکھ دیا گیا ہے۔ چنانچہ زمانہ قدیم ہی سے خواتین بنتی سنورتی

چلی آ رہی ہیں۔ شریعت اسلامیہ نے بھی خواتین کو ان کا یہ فطری حق عطا کیا ہے لیکن چند حدود و قیود کے ساتھ، تاکہ بے جا بننے سنور نے کا جذبہ معاشرے اور خود اس عورت کے لیے فتنہ کا باعث نہ بن سکے۔

زیر نظر سطور میں خواتین کے بالوں کے بارے میں شرعی آداب و احکام کو واضح کیا گیا ہے۔ راقمہ کا مقصد تحریر اس کی ہر تحریر کی طرح اپنی مسلمان بہنوں کو بالوں کی آرائش کے سلسلے میں تقویٰ، خوفِ آخرت اور پرسشِ نعمت جیسے اہم امور کی طرف توجہ دلانا ہے لہذا جہاں جس عالمِ دین کا فتویٰ نقل کیا گیا ہے اسے فتویٰ سمجھیں اور جہاں راقمہ نے، سادگی اور تقویٰ کی طرف توجہ مبذول کرانے کے لیے اظہارِ خیال کیا ہے، اسے صرف ایک رائے سمجھا جائے، اس پر فتویٰ کا گمان نہ کیا جائے۔

إِنْ أُرِيدُ إِلَّا الْإِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ

ام عبدِ منیب: محرم: ۱۴۲۲ھ

اشاعت دوم:

اس کتاب کی دوسری اشاعت میں بہت سی تبدیلیاں کر کے اسے آسان کرنے کی کوشش کی ہے جہاں تک موقف کا تعلق ہے وہ اس اشاعت میں بھی وہی ہے جو پہلی اشاعت میں تھا، اس میں کوئی تبدیلی نہیں کی گئی۔

ام عبدِ منیب: ذی قعد: ۱۴۲۹ھ

سر کے بالوں کی آرائش

سر کے بال دھونا:

نظافت انسانی شرف کا ایک اہم حصہ ہے چنانچہ اسلام میں نظافت کا ایک فطری اور ہر شخص کے لیے لازمی نظام قائم کر دیا گیا ہے اور جب تک طہارت مکمل نہ ہو کوئی بھی جسمانی عبادت ادا نہیں کی جاسکتی۔ دن میں پانچ بار وضو اور ناپاکی کے بعد غسل کرنا، نیز جمعہ وعیدین اور اپنے معمولات میں روزانہ غسل کرنا ایک مسنون اور پسندیدہ امر ہے۔ بال کسی بھی چیز سے دھوئے جائیں کوئی پابندی نہیں، صابن، شیمپو یا کوئی بھی چیز بالوں کو صاف کرنے والی استعمال کی جاسکتی ہے۔ ناپاکی سے پاک ہونے کے لیے جو غسل کیا جاتا ہے اس میں پورے جسم پر بالوں کی جڑوں سمیت پانی پہنچانا فرض ہے۔ جب کہ عام غسل میں اگر بال نہ دھوئیں یا کوئی جگہ خشک بھی رہ جائے تو اس میں کوئی ہرج نہیں۔

(غسل کے لیے دیکھیے ”بدنی طہارت کے مسائل“)

www.KitaboSunnat.com

تیل لگانا:

نبی اکرم ﷺ اپنے بالوں کو بہ کثرت تیل لگایا کرتے تھے۔ (مختصر شامل الحمد یہ،

باب ماجاء فی ترجمہ رسول اللہ ﷺ بہ تحقیق مولانا ثناء اللہ مدنی۔ الاعتصام، جلد ۵۲، ۲۷ شعبان

(۱۴۲۱ھ)

تیل لگانے سے بال گھنے ہوتے ہیں، ان کا رنگ دیر تک کالا رہتا ہے، کنگھی کرنے میں دشواری پیش نہیں آتی۔ بال بکھرتے اور ٹوٹتے نہیں۔ بال لمبے ہوتے ہیں۔ خشکی اور سکری پیدا نہیں ہوتی۔ دماغ تروتازہ رہتا ہے۔ بینائی تیز ہوتی ہے۔ قوتِ سماعت کو جلا ملتی ہے۔ نیز بال جسم کا ایک حصہ ہیں، جس طرح جسم کے دیگر اعضاء کی حفاظت و نگہداشت کرنا نفس کے حقوق میں شامل ہے۔ اسی طرح بالوں کی حفاظت اور ان کی صفائی، اور مناسب آرائش کا خیال رکھنا بھی ضروری ہے۔ سر کے بالوں کو کوئی بھی تیل لگائیں یا لوشن، یا نہ لگائیں اس کی شریعت نے کوئی ہدایت نہیں دی۔

سر کی مانگ یا (چیر) نکالنا:

مانگ (چیر) نکالنے میں سنت یہ ہے کہ وہ سر کے درمیان سے ہوسر کے اگلے حصہ سے سر کے بالائی حصہ تک بالوں کو دو حصوں میں بانٹ دیا جائے۔ سر کے ایک جانب سے مانگ (چیر) نکالنا مشروع نہیں ہے اور ممکن ہے کہ اس میں غیر مسلموں کی مشابہت بھی ہو۔

(فتاویٰ برائے خواتین اسلام، ص ۶۶۲، مطبوعہ دارالکتب والنسہ لاہور)

غیروں کی نقالی میں سر کے بالوں کا لٹا چیر (مانگ) نکالنا سخت ممنوع ہے۔ حکم ہے:

”مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ“

جو کسی قوم کی مشابہت اختیار کرے وہ انہی میں شمار ہوتا ہے۔

(فتویٰ محترم ثناء اللہ مدنی ہفت روزہ ”الاعتصام“ ۲۳ جمادی الثانیہ ۱۴۱۶ھ)

چوٹیاں گوندھنا:

اسلام نے عورت کے لیے سر کے بالوں کا بڑھانا پسند کیا ہے اور مرد کے لیے تراشنا۔ بالوں کو سنوارنے کے طریقے ہر علاقے اور ہر دور میں مختلف رہے ہیں۔ احادیث سے پتا چلتا ہے کہ عورت کا سر کے بالوں کی چوٹیاں گوندھنا ایک درست عمل ہے۔ چنانچہ جب ﷺ کی بیٹی زینب رضی اللہ عنہا کی وفات ہوئی تو آپؐ نے غسل دینے والی خواتین کو غسل دینے کا طریقہ بتایا اور فرمایا:

أَغْسِلْنَهَا ثَلَاثَةً أَوْ خَمْسًا أَوْ سَبْعًا وَاجْعَلْنَ لَهَا ثَلَاثَةَ قُرُونٍ.

”اسے تین مرتبہ، یا پانچ مرتبہ یا سات مرتبہ غسل دو اور سر کے بالوں کی تین

چوٹیاں بنا دو۔“ (صحیح ابن حبان، صحیح بخاری، باب فی جعل شعر المرأة ثلاثہ قرون)

چوٹیاں تین سے کم یا زیادہ بھی ہو سکتی ہیں۔ بالوں کو یک جا کر کے ایک چوٹی یا دو چوٹیاں گوندھنا اور اس کو پشت کی طرف لٹکانا خواہ وہ گوندھا ہو یا کھلا ہو، ایسا کرنے میں کوئی ہرج نہیں ہے بشرطیکہ اسے ایسے لوگوں کی نظروں سے چھپا کر رکھا جائے، جن کے لیے اس کا دیکھنا جائز نہیں۔ (فتاویٰ برائے خواتین اسلام، ص ۶۶۵)

ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ میں اپنے سر کے بالوں

کی چوٹی کو مضبوط باندھتی ہوں، کیا غسل جنابت و حیض میں بالوں کو کھول کر دھوؤں؟

آپ ﷺ نے فرمایا:

”تمہارے لیے سر پر تین لپ پانی ڈالنا کافی ہے پھر بقیہ جسم پر پانی بہاؤ اور پاک ہو جاؤ،۔۔ (صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ)

معلوم ہوا کہ عہد رسالت میں عورتیں سر کے بال گوندھا کرتی اور مینڈھیاں یا چوٹیاں بنایا کرتی تھیں اور بالوں کو سلیقے سے سنوارنے کا یہ ایک اچھا طریقہ ہے۔ بال گندھے یا بندھے ہوئے ہونے سے نہ تو کام کاج کے دوران بکھر کر سامنے کی طرف آتے ہیں اور نہ ہی ٹوٹ کر کھانے پینے کی اشیاء میں گرتے ہیں۔ بال گوندھنے سے ان میں جونیں اور گندگی نسبتاً کم پڑتی ہے۔ اگر بالوں کو چوٹیاں باندھنے کی بجائے کھلا چھوڑ دیا جائے تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں۔ بشرطیکہ انھیں خاوند کے علاوہ کسی اور مرد کی نظر پڑنے سے بچایا جائے۔

بالوں پر کوئی زیور یا پھول ٹانگنا:

عورت اپنے بالوں پر سونے، چاندی یا کسی اور دھات وغیرہ سے بنے مختلف زیور یا کپڑے اور پلاسٹک کے پھول یا اصلی پھول جہاں چاہے اور جس طرح چاہے لگا اور ٹکا سکتی ہے۔ شرط صرف یہ ہے کہ اس کی یہ تمام آرائش صرف خاوند کے لیے ہو اور نامحرم افراد سے اس تمام زینت کو چھپایا جائے۔ عورت ایسی تمام

چیزوں میں یہ خیال رکھے گی کہ جب وہ گھر سے باہر جا رہی ہے تو برقعہ یا چادر اوڑھنے کی صورت میں ان پھولوں یا زیورات سے سر کے اوپر، دائیں بائیں گدی یا پیٹھ پر کوئی ابھار نمایاں نہ ہو، اگر ایسا ہے تو وہ اس زیور یا پھول کو اتار کر باہر نکلے گی۔ سر پر ابھار، جوڑا یا لف بنانا:

خواتین کا سر کے بال اس طرح بنانا کہ سر پر کوئی ابھار بن جائے رسول اللہ ﷺ نے اس پر سخت وعید کی ہے۔ فرمایا:

”دو قسم کے جہنیوں کو میں نے ابھی تک نہیں دیکھا، ایک وہ قوم جن کے ساتھ گائے کی دموں کے مانند کوڑے ہوں گے جن سے وہ لوگوں کو ماریں گے اور دوسری قسم ان عورتوں کی ہے جو کپڑے پہن کر بھی نگلی نظر آئیں گی (مائلات) مائل کرنے والی اور (ممیلات) مائل ہونے والی ہوں گی،، ان کے سر بختی (دو کوہانوں والی) (دبلی پتلی اونٹنیوں کی مانند ہوں گے، وہ جنت میں داخل نہ ہوں گی اور نہ ہی اس کی خوش بو پائیں گی جب کہ اس کی خوشبو اتنی اتنی مسافت سے سونگھ لی جائے گی۔

مَائِلَات (مائل کرنے والیاں) مُمِیْلَات (مائل ہونے والیاں) کی علماء نے یہ تشریح کی ہے کہ وہ مائل ہونے والے بال سنواریں گی جس طرح فاحشہ عورتیں اپنے بالوں میں کنگھا کر کے بال سنواریتی ہیں اور اسی طرح دوسری عورتوں کے بالوں میں بھی کنگھی کریں گی، جس سے ان کے بال بڑے اور اٹھے ہوئے اور

ہلتے ڈولتے نظر آئیں گے۔ (فتاویٰ برائے خواتین، اسلام، ص ۲۵۸)

حدیث میں رَوْ سُهْنٌ كَأَسْنِمَةِ الْبُخْتِ (ان کے سر بختی اونٹ کی کوہان کی طرح ہوں گے) کے الفاظ آئے ہیں۔ اونٹ کی چال پر غور کریں تو مندرجہ ذیل صورتیں سامنے آتی ہیں۔

☆ پیر اٹھاتے ہوئے جسم کا دائیں بائیں ڈولنا اور بہت زیادہ جھکنا

☆ کوہان کا چلتے ہوئے ہلنا

☆ چال میں بے ڈھنگاپن پایا جانا

☆ قد کا بہت لمبا محسوس ہونا۔

سر پر پف، ابھار، جوڑا یا چھیا بنانے یا اس قسم کے کلپ اور پونیاں باندھنے اور پیشانی پر یا سامنے گردن کی طرف کاٹ کر یا بغیر کانٹے بال چھوڑنے سے چلتے ہوئے عورت کی ہیئت بختی اونٹنی جیسی ہو جاتی ہے۔ حدیث سے مندرجہ ذیل باتوں کا پتا چلتا ہے:

☆ بالوں کو کلپ، پونی، ربن یا کسی اور چیز سے سر کے اوپر یا دائیں بائیں اس طرح اکٹھا کرنا کہ ابھار بن جائے درست نہیں۔ (شیخ صالح الفوزان)

☆ بالوں کو سر کے گرد اس طرح لپیٹنا کہ مرد کے عمامہ کی طرح ہو جائے مردوں سے مشابہت کی وجہ سے ناجائز ہے۔ (فتاویٰ برائے خواتین اسلام، ص ۲۶۵)

☆ سر کے اوپر سے لے کر ان کو گدی کی طرف ایک ساتھ لپیٹنا یا سر کے اوپر گچھا

بنانا فرنگی عورتوں کی مشابہت کی وجہ سے ناجائز ہے۔

(الشیخ محمد بن ابراہیم، فتاویٰ برائے خواتین اسلام، ص: ۶۵۷)

☆ اگر کلپ، پونی، ربن، پن وغیرہ اتنا بڑا ہے کہ سر پر ابھار بن جاتا ہے تو اس کا استعمال بھی درست نہیں۔

☆ اگر کلپ، پونی، ربن، پن وغیرہ سے ابھار نہیں بنتا تو پھر درست ہے۔ بلکہ بال باندھنے کے لیے یہ عورتوں کی ضرورت ہے۔

☆ ابنِ عثیمین کہتے ہیں کہ اگر گدی پر ابھار بن جائے تو درست ہے لیکن گھر سے باہر جاتے ہوئے برقع یا چادر میں سے نمایاں ہو تو بے پردگی کی وجہ سے جائز نہیں۔

(فتاویٰ برائے خواتین اسلام، ص: ۶۶۰)

☆ پف بنانا یا مہل چڑیاں نکالنا بھی اس کی ایک شکل ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے آج سے چودہ سو سال قبل جو ارشاد فرمایا تھا وہ آج بھی صداقت کے ساتھ موجود ہے۔ ہمارے دیہات میں جو عورتیں پف بناتی اور مہل چڑیاں نکالتی تھیں، انھیں فاحشہ عورت سمجھا جاتا تھا۔ شرفاء اپنی بیٹیوں کو پف بنانے اور مہل چڑیاں نکال کر ان فاحشہ عورتوں کی تقلید کرنے سے سختی سے منع کیا کرتے تھے۔

تصویر یا آلاتِ موسیقی کی شکل والے کلپ:

اگر کلپ، پونیاں وغیرہ آلاتِ موسیقی یا جانداروں کی شکل پر ہوں تو ان کا استعمال کرنا درست نہیں، کیونکہ جہاں تصویر ہو وہاں رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔

(مسلم، کتاب اللباس) اور لہو و لعب کے آلات کو توڑ دینے کا حکم ہے۔

موسیقی کے آلات کی ترویج میں ان کے استعمال کی دعوت اور یاد دہانی پائی جاتی ہے۔ (اشیخ صالح الفوزان، فتاویٰ برائے خواتین اسلام ص: ۶۶۶)

کام کاج کے وقت عارضی جوڑا بنانا:

یاد رہے کہ عورتیں گرمی کی وجہ سے سر پر جو عارضی جوڑا بناتی ہیں گندھے ہوئے یا کھلے بالوں کا وہ اس میں شامل نہیں کیونکہ وہ گھر کے اندر کام کاج کے دوران بنایا جاتا ہے۔ زینت اختیار کرنا اس کا مقصد نہیں ہوتا۔ البتہ اس عارضی جوڑے کے ساتھ باہر نکلنا درست نہیں ہے۔

جوڑے کے ساتھ نماز نہیں ہوتی:

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن حارث کو دیکھا جو نماز پڑھ رہے تھے اور ان کے سر کے بال پیچھے کی طرف بندھے ہوئے تھے۔ آپ نے ان کے بال کھول دیے۔ بعد میں انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا! آپ میرے سر کے بال کیوں کھول رہے تھے؟ انہوں نے جواب دیا:

میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ نماز میں بالوں کا پیچھے کی طرف باندھنا ایسا ہی ہے جیسے کوئی اپنے بازوؤں کو پیچھے باندھ کر نماز پڑھے۔

(مسلم، ۴۹۲۔ احمد۔ ابوداؤد: ۶۴۷)

صحیح مسلم میں الفاظ ہیں:

”إِنَّمَا مِثْلُ هَذَا مِثْلُ الَّذِي مَكْتُوفٌ“

علامہ وحید الزماں نے اس کا ترجمہ کیا ہے کہ یعنی بالوں کو پیچھے باندھنا ایسا ہی ہے جیسے کوئی بغیر ستر کے نماز پڑھے۔“

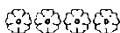
امام نووی اس کی تشریح میں لکھتے ہیں کہ نماز میں سر پر بالوں کو جوڑے کی طرح باندھنا باتفاق علماء مکروہ ہے۔

ابورافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حسن بن علی کو بالوں کا جوڑا باندھ کر نماز پڑھتے دیکھا تو ان کے بال کھول دیئے یا اس طرح کرنے سے منع کیا اور کہا: رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع کیا ہے کہ کوئی بالوں کا جوڑا باندھ کر نماز پڑھے۔

(ابن ماجہ: ۱۰۴۲۔ مسند احمد: ۶/۲۲۱۔ ابوداؤد: ۶۴۲)

نماز میں بالوں کے سروں کو اوپر کی طرف موڑ کر بھی نہیں باندھنا چاہیے بلکہ بال کھلے ہوں یا مینڈھیاں گندھی ہوئی، بہر صورت ان کا رخ سر کی طرف ہونا چاہیے نہ کہ واپس سر کی طرف یا سر کے ارد گرد۔ دور حاضر میں بال بنانے کے بہت سے طریقے ایسے ہیں جن میں سر کے بالوں کا رخ سر کی جانب موڑ دیا جاتا ہے۔ لہذا نماز میں انہیں نیچے کی جانب کر دینا چاہیے۔

www.KitaboSunnat.com



سر کے بال کٹوانا

ہر بچے کے سر پر بال پیدائشی موجود ہوتے ہیں، انہیں منڈوا دینے کے بعد یہ دوبارہ اُگ آتے ہیں اور تمام عمر گرتے، اُگتے، اور ایک خاص حد تک کٹوانے یا منڈوانے کے باوجود بڑھتے رہتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے جب حسن رضی اللہ عنہ کی پیدائش ہوئی تو فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا:

”اے فاطمہ رضی اللہ عنہا! اس کے سر کے بال منڈوا دو اور اس کے برابر چاندی صدقہ کر دے۔“ (سنن ترمذی، کتاب الاضاحی: ۱۵۱۹)

ہر معاشرے میں مرد سر کے بال کٹواتے یا منڈواتے رہے ہیں ان کے برعکس خواتین اپنے بال لمبے کرتی اور انہیں مختلف انداز میں سنوارتی بھی ہیں۔

خواتین کے بال کٹوانے کا رواج یورپ سے شروع ہوا۔ یورپ میں خواتین کی حیثیت ایک بھیڑیا بکری سے بھی کم تھی اور اسے گناہ کا سرچشمہ سمجھا جاتا تھا۔ نیز اسے تمام انسانی حقوق سے بھی محروم رکھا جاتا۔ جب یورپ میں اسلام آیا۔ انہوں نے اسلام میں عورت کی عزت، وقار اور حیثیت کو دیکھا تو یورپی خواتین میں بھی اپنے حقوق کا شعور بیدار ہوا۔ اسی اثناء میں صنعتی انقلاب نے یورپ کی تہذیب کو

ایک سر بدل دیا۔ خواتین نے مردوں کی طرح گھر سے باہر قدم رکھا اور معاشی سرگرمیوں میں حصہ لینا شروع کیا، انہوں نے اپنی حیثیت (اپنے زعم میں) مردوں کے برابر منوانا چاہی، انہوں نے خود کو مرد کا ہم پلہ ثابت کرنے کے لیے عورتوں کی مخصوص عادتوں اور ان رسم و رواج کو بھی ترک کر دیا جو مرد اور عورت میں کسی قسم کے فرق کو ظاہر کرتے تھے۔ جن میں سے ایک رواج یہ بھی تھا کہ انہوں نے مردوں کی طرح اپنے بال بنانا شروع کر دیے۔

گزشتہ دو صدیوں میں یورپ ایک فاتح اور جابر و طاہر قوم کی حیثیت سے مختلف ممالک میں پہنچا، اس نے اپنے طرز زندگی کو برتر ثابت کرنے اور لوگوں کو اسلام سے برگشتہ کرنے کا ہر حربہ آزمایا۔ جس میں سے ایک یہ بھی تھا کہ اپنی خواتین کے ذریعے مسلمان خواتین کو اسلامی رسم و رواج سے متنفر کر دیا جائے۔ جس کا نتیجہ بے پردگی، بے حیائی، ملازمتوں کے حصول، شرعی عالمی قوانین سے نفرت، ماں باپ سے بغاوت اور مردانہ عادات کو اپنانے کی صورت میں ظاہر ہوا اور یہ عمل تا حال جاری ہے۔ چنانچہ مسلمان خواتین نے یورپی عورتوں کی تقلید میں بال کٹوانا شروع کر دیے۔

یورپی عورتوں کے بال کٹوانے کے فیشن کو اپنانے سے قبل برصغیر کی مسلمان خواتین میں مشہور تھا کہ عورت کے لیے اپنے جسم کے کسی بھی حصے کے بال دور کرنے کے لیے لوہے (سے بنے کسی آلے) کا استعمال ممنوع ہے۔

جب خواتین میں بال کٹانے کا رواج شروع ہوا اور بڑھتا ہی چلا گیا تو بال

کٹانے کے حامی لوگوں نے احادیث کے ذخیرے کو کھنگالنا شروع کیا اور جس حدیث میں انہیں اپنے جدید فیشن کی تائید میں کوئی اشارہ ملا اسے عوام میں پھیلا دیا۔ بعض علماء نے عورت کے بال کٹوانے کو سختی سے ممنوع قرار دیا اور بعض نے اس مسئلے میں لچک پیدا کر لی اور بال کٹوانے کے جواز کا فتویٰ دے دیا۔

اس وقت ہمارے معاشرے میں بال کٹوانے کا فیشن عام ہو گیا ہے۔ یہ فیشن اپنے ساتھ بیوٹی پارلر کا وجود، نمائش زیب و زینت اور مردانہ انداز کے ہمیز اشکال کو بھی رواج دینے کا باعث بنا ہے۔

سر کے بال منڈوانے کی ممانعت:

”عورتوں کے سر کے بالوں کا مونڈنا جائز نہیں۔ امام نسائی نے اپنی سنن میں، امام بزار نے اپنی مسند میں عثمان رضی اللہ عنہ سے اور ابن جریر طبری نے عکرمہ رضی اللہ عنہ سے سند روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کو اپنے سر کے بال کٹوانے سے منع کیا ہے۔

اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہی وارد ہو تو وہ حرمت پر دلالت کرتی ہے جب تک کہ دلیل معارض نہ آجائے۔“ (فتاویٰ برائے خواتین اسلام، ص ۶۵۸)

عورت کے بال کٹانے میں مندرجہ ذیل غیر شرعی امور کا ارتکاب پایا جاتا ہے۔

مردوں سے مشابہت:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

لَعَنَ اللَّهُ الْمُتَشَبِّهِينَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ وَ الْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَاءِ

بِالرِّجَالِ۔ (بخاری، کتاب اللباس : ۵۸۸۵)

”اللہ تعالیٰ نے لعنت کی ان عورتوں پر جو مردوں کی مشابہت اختیار کرتی ہیں اور ان مردوں پر لعنت کی جو عورتوں کی مشابہت اختیار کرتے ہیں۔“

الشیخ عبداللہ الفوزان ایک فتویٰ میں فرماتے ہیں: لعنت اس عمل کے گناہ کبیرہ ہونے کی دلیل ہے۔ (فتاویٰ برائے خواتین اسلام، ص ۶۵۵)

محمد مہدی استنبولی لکھتے ہیں: جو عورتیں مردوں کی دیکھا دیکھی اپنے بالوں کو چھوٹا کراتی ہیں مذکورہ بالا روایت کی رو سے ان کے اس عمل کی حرمت (حرام ہونا) معلوم ہوتی ہے۔ (تحفۃ العروس)

مولانا محمود احمد میر پوری لکھتے ہیں: بعض عورتیں بالوں کا اسٹائل مردوں کی طرح بنالیتی ہیں۔ بعض اوقات مرد اور عورت میں پہچان مشکل ہو جاتی ہے۔ رسول کریم ﷺ نے اس روش سے منع فرمایا ہے۔ (فتاویٰ صراطِ مستقیم، ص ۴۵۴ نیز دیکھیے: در مختار..... ابن عابدین شامی..... المحلی از ابن حزم..... اسلامی صورت مولانا عبدالسلام بستوی..... مسلم خاندان اور جدید عصری تقاضے از کوثر نیازی..... مولانا ثناء اللہ مدنی ”الاعتصام میں مطبوعہ فتویٰ.....

الشیخ محمد بن ابراہیم مفتی اعظم سعودی عرب، فتاویٰ برائے خواتین اسلام، ص ۶۵۹)

ملا علی قاری حنفی مشکوٰۃ کی شرح مرقات میں..... لکھتے ہیں:

”جس طرح مردوں کی داڑھی خوب صورتی اور اسلام کی نشانی ہے اسی طرح

عورتوں کے لیے چوٹی گوندھنا حسن و زیبائی اور اس کے اسلام کی علامت ہے۔“
(فتاویٰ برائے خواتین، اسلام ص ۶۵۹۔ تحفہ خواتین، ص ۷۰۶)

غیر مسلموں سے مشابہت:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

”مَنْ تَشَبَهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ“ (سنن ابی داؤد: ۵۰۳۱)

”جس نے کس قوم کی مشابہت اختیار کی وہ اسی میں سے ہے۔“

دورِ حاضر میں مردوں نے عورتوں جیسے بال رکھے ہوئے ہیں اور عورتوں نے مردوں جیسے لہذا مردوں سے مشابہت سے بچنے کا طریقہ یہی ہے کہ عورت اپنے بالوں کی چٹیا گوندھے اور بالوں کو جہاں تک بڑھتے ہیں، بڑھنے دے۔ نیز فرمایا:

مَنْ تَشَبَهَ بِغَيْرِنَا فَلَيْسَ مِنَّا فَلَا تَشَبَّهُوا بِالْيَهُودِ وَلَا النَّصَارَى .

”غیر (قوم) کی مشابہت کرنے والا ہم میں سے نہیں، نہ یہودیوں کی مشابہت کرو نہ نصاریٰ کی۔“ (صحیح الجامع الصغیر و زیادہ، ج: ۵۳۳، صحیح الترغیب والترہیب، ج: ۲۷۲۳، السلسلۃ الاحادیث الصحیحہ: ۲۱۹۳)

لہذا مسلم عورت کا اس انداز میں بال کٹوانا جس انداز میں کافر و مشرک عورتوں کے بال کٹے ہوتے ہیں، جائز نہیں ہے۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ جب کافروں کا رواج مسلمانوں میں عام ہو جائے تو پھر یہ کافروں کی مشابہت نہیں رہتی۔ یہ بہت بڑی غلط فہمی ہے، اس خیال کے تحت

تو کافروں کا ہر رواج اور رسم مسلمانوں میں عام کر کے اسے جائز سمجھ لیا جائے گا اور مسلمان معاشرہ کافروں کے معاشرے جیسا ہی نظر آنے لگے گا۔ دورِ حاضر میں کافروں کی اس قدر نقالی کی جا رہی ہے کہ واقعی اب مسلمان تہذیب پر کافروں کی تہذیب کا گمان ہوتا ہے۔ فتاویٰ برائے خواتین میں لکھا ہے:

”جب مسلمان عورت بالوں کی کٹائی کا فرہ اور فاسقہ عورتوں کی مشابہت کی بنا پر کرے تو اس کی حرمت (حرام ہونے) میں کوئی شک نہیں اگرچہ ایسا عمل مسلمانوں میں عام طور پر رائج ہو جائے کیونکہ جب تک اس کی اصل بنیاد مشابہت ہے وہ حرام ہے اور اس کا رواج اور چلن اسے مباح نہیں کر سکتا۔“ (فتاویٰ برائے خواتین اسلام ص: ۶۵۵ نیز دیکھئے فتویٰ حافظ صلاح الدین یوسف، مطبوعہ الاعتصام ۸ ستمبر ۱۹۸۹ء۔ المرأة المسلمة علامہ البانی۔ تحفہ خواتین مولانا عاشق الہی بلند شہری۔ فتاویٰ صراطِ مستقیم از مولانا محمود احمد میر پوری)

عورت کا سر کے بال کا ٹٹا مثلہ ہے:

مثلہ کا مطلب ہے کسی کو قتل کرنے کے بعد یا کسی زندہ شخص پر قابو پانے کے بعد اس کے ناک، کان، انگلیاں، کاٹ کر اس کی شکل بگاڑ دینا..... رسول اللہ ﷺ نے سختی سے اسے منع کیا ہے۔ (دیکھئے صحیح مسلم)

یاد رہے کہ دشمن کا مقابلہ کرتے وقت کسی کا کوئی عضو کٹ جانا مثلہ میں شامل نہیں، بلکہ مرنے کے بعد لاش کے اعضاء کی قطع و برید کرنا مثلہ کہلاتا ہے۔ مثلہ کرنے سے وہ شکل بگاڑ دی جاتی ہے جسے رب کریم نے احسن تقویم کہہ کر اس کی

عزت افزائی کی۔ علمائے حدیث اور فقہاء نے یہ صراحت کی ہے کہ اگر مرد داڑھی کٹوائے یا عورت سر کے بال کٹوائے یا منڈوائے تو یہ مثلہ ہی کی ایک قسم ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً مروی کہ جو بالوں کے ساتھ مثلہ کرے اس کے لیے (اخروی جزا سے) کوئی حصہ نہیں۔ (اسلامی صورت)

امام نوویؒ نے شرح الہمد ب میں تفسیر روح البیان اور فقہ حنفی کی کتاب بحر الرائق میں، مولانا عبدالسلام بستوی نے ”اسلامی صورت“ میں عورت کے بال منڈانے کو مثلہ کہا ہے۔

جواز کے قائلین:

دورِ حاضر کے چند علماء اور اکثر خواتین عورت کے بال کٹوانے کو جائز قرار دیتے ہیں اور مندرجہ ذیل روایت کو دلیل جواز بناتے ہیں۔

ابوسلمہ بن عبد الرحمن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں اور عائشہ رضی اللہ عنہا کے رضاعی بھائی ان کے پاس گئے اور دریافت کیا کہ رسول اللہ ﷺ غسل جنابت کس طرح کیا کرتے تھے۔ انہوں نے صاع کے بہ قدر ایک برتن منگوایا اور اس کے پانی سے غسل کر کے دکھایا اور ہمارے اور ان کے درمیان پردہ تھا اور انہوں نے اپنے سر پر تین مرتبہ پانی ڈالا۔ ابوسلمہ بیان کرتے ہیں:

كَانَ اَزْوَاجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْخُذْنَ مِنْ رُؤُسِهِنَّ حَتَّى تَكُونَ كَالْوَقْرَةِ.

(مسلم، کتاب الطہارت، باب القدر المستحب من الماء فی غسل الجنابہ)

”ازواجِ مطہرات اپنے سر کے بال لے لیا کرتی تھیں حتیٰ کہ وہ وفرد (پٹے) کی مانند ہو جاتے۔“

قاضی عیاض لکھتے ہیں: عرب کی عورتوں کے بارے میں یہ بات معلوم اور مشہور ہے کہ وہ بالوں کی دو چوٹیاں اور ایک چوٹی آگے کے حصہ کی گوندھا کرتی تھیں۔ شاید ازواج النبی ﷺ نے بالوں کو چھوٹا آپ ﷺ کی وفات کے بعد زیب و زینت ترک کر دینے، بالوں کو لمبا کر دینے سے مستغنی ہو جانے اور بالوں پر ہونے والے مصارف کو ہلکا کرنے کے لیے کیا۔ (صحیح مسلم، شرح نووی، کتاب الطہارہ)

سعودی عرب کے مفتی الشیخ محمد بن ابراہیم (فتاویٰ برائے خواتین اسلام، ص ۶۵۹) محمد امین شقیطی، مصنف تفسیر ضوء البیان کا بھی یہی خیال ہے۔

(”صحف اہل حدیث“، جمادی الثانیہ ۱۴۱۹ھ، اکتوبر ۱۹۹۸ء)

حافظ صلاح الدین یوسف کہتے ہیں: شارحین نے یہ صراحت کی ہے کہ ان کا یہ فعل نبی ﷺ کی وفات کے بعد کا ہے اور اس سے ان کا مقصود ترکِ تزین تھا کیونکہ لمبے بال حسن و زینت میں شمار ہوتے ہیں جن سے وہ بچنا چاہتی تھیں۔

(الاعتصام، ۸ ستمبر ۱۹۸۹ء)

اس اعتراف کے بعد وہ لکھتے ہیں: ازواجِ مطہرات کے اس طرزِ عمل سے یہ جواز یقیناً معلوم ہوتا ہے کہ عورتیں ایسے بال رکھ سکتی ہیں جنہیں ہمارے ہاں عام طور

پر پٹے کہا جاتا ہے۔ تاہم اس سے نوجوان عورتوں کے فیشن کا جواز نہیں نکلتا جو ایک توافرہ (پٹے) کی تعریف میں نہیں آتے۔ دوسرے اس کی بنیاد تہرج (اظہار زیب و زینت) اور بے پردگی پر ہے۔ اس سے مقصود مغربی عورتوں کی نقالی ہے جو مَنْ تَشَبَهَ يَقُومُ فَهُوَ مِنْهُمْ کی رو سے ناجائز ہے۔ چوتھے اس میں بالعموم غیر مردوں سے بال کٹوانے پڑتے ہیں جو سراسر بے غیرتی کا مظاہرہ ہے۔ ان وجوہ اربعہ کے پیش نظر عورتوں کے بال کٹوانے کی موجودہ روش سراسر غیر اسلامی اور ناجائز ہے۔ اسی طرح بیوٹی پارلروں کا موجودہ کاروبار جو عورتوں میں مغربی فیشن اور بے حیائی کو عام کرنے کا باعث ہے، غلط اور ناجائز ہے۔ تاہم اگر کوئی عورت مذکورہ قباحتوں سے بچتے ہوئے لمبے بال رکھنے کی بجائے پٹے بال رکھنا چاہے تو اس کا جواز ہے۔

(الاعتصام، ۸ ستمبر ۱۹۸۹ء)

دراصل دورِ حاضر کی وہ خواتین جن کا تعلق اسلام سے برائے نام ہے یا وہ ماڈرن اسلام کی خود ساختہ تشریح کرنا پسند کرتی ہیں۔ انہوں نے بھی حدیث غسل جنابت سے بال کٹوانے کا جواز لیا ہے اور اسے عام بھی کیا ہے۔ اب صورت حال یہ ہے کہ بال کٹانے کے جواز کی مذکورہ حدیث بیان کرنے والی اکثر خواتین کو اسلام کے اہم اور بنیادی ارکان کے متعلق احادیث یا مسائل کا ذرا بھی علم نہیں چونکہ بال کٹانے والی حدیث ان کے اپنے ذوق کو پورا کرتی ہے۔ لہذا انہیں وہ اچھی طرح یاد ہو چکی ہے۔ صحیح صورتِ حال سمجھنے کے لیے مذکورہ حدیث پر غور

کریں۔

○ بات یہ ہوئی کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہا کرتی تھیں کہ ایک صاع (پونے تین سیر۔ تقریباً اڑھائی کلو) پانی سے غسل جنابت کیا جاسکتا ہے۔ بعض لوگوں کی سمجھ میں یہ نہیں آتا تھا کہ اتنے کم پانی سے بھی غسل کیا جاسکتا ہے۔ چنانچہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے رضاعی بھائی اور بھتیجے نے یہ مسئلہ سمجھنا چاہا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے انہیں ایسا کر کے دکھا دیا۔ اس طرح کہ سر کا حصہ رنگا تھا اور باقی حصہ پردے کے پیچھے تھا۔

○ یہ حدیث کتاب الطہارہ میں ہے..... کتاب اللباس والزینہ جس میں مردوں اور عورتوں کے بناؤ سنگھار، لباس جوتے، بال بنانے وغیرہ کا ذکر ہوتا ہے۔ اس میں عورت کے کنگھی چوٹی کرنے، جوڑ لگانے یا نہ لگانے کا تو ذکر ہے لیکن عورتوں کے بال کٹوانے سے متعلق کوئی حدیث نہیں۔ گویا امہات المؤمنین کا یہ فعل محدثین کی نظر میں زیب وزینت یا عورتوں کی عادت سے تعلق نہیں رکھتا۔

○ حافظ عبد المنان نور پوری فرماتے ہیں: پیش کردہ روایت مرفوع نہیں اس میں رسول اللہ ﷺ کی وفات سے قبل کا ذکر وضاحت ہے نہ اشارۃً (لہذا اس سے عورت کے بال کٹانے کا جواز نہیں لیا جاسکتا)۔ (احکام و مسائل ص ۵۳۳)

○ اس حدیث میں عورت کے بال کٹانے سے متعلق کوئی حکم بیان نہیں کیا گیا۔ اس کے برعکس ابن عباس رضی اللہ عنہما سے عورتوں کے بال نہ کٹانے کی روایت محدثین نے بیان کی ہے۔

○ بال کٹانے کا فعل حیات النبی ﷺ کے بعد کا نقل کیا گیا ہے۔ اگر یہ حیات النبی ﷺ کا فعل ہوتا تو تب اس سے جواز لیا جاسکتا تھا۔

○ بال کٹانے کا واضح ذکر نہیں بلکہ مبہم اشارہ ہے جس کے نئی معانی ہو سکتے ہیں۔
○ مذکورہ حدیث میں ابوسلمہ کا اپنا خیال درج کیا گیا ہے نہ کہ یقینی بات..... اس کی تائید اگر کسی اور روایت سے ہو جاتی تو قابل قبول ہوتا لیکن کوئی اور روایت اس کی تائید بھی نہیں کرتی۔

○ ابوسلمہ کہتے ہیں کہ وہ بال کا لوفرہ ”وفرہ (پٹے) کی مانند تھے۔“ اس کا ایک احتمال یہ ہے کہ امہات المؤمنینؓ نہاتے وقت اپنے بالوں کا جوڑا کر لیا کرتی ہوں اور اس طرح عورتوں کا نہاتے وقت معمول بھی ہے۔ نیز بال اکٹھا کر کے ان کی جڑوں تک پانی پہنچانا آسان ہو جاتا ہے بہ نسبت کھلے بالوں کے۔ غسل جنابت میں بالوں کی جڑوں تک پانی پہنچانا ضروری ہوتا ہے۔

○ وفرہ، لِمَہ، جُمَہ مردوں کے بالوں کی تراش خراش کے لیے عام مستعمل الفاظ تھے لیکن خواتین کے کسی قسم کے بھی کٹے ہوئے بالوں کے لیے احادیث میں کوئی لفظ نہیں آیا، جب کہ عورتوں کی چوٹیوں کے گوندھنے، ان کے جوڑ لگانے اور سنوارنے کے مختلف طریقوں کے لیے احادیث میں الفاظ آئے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ابوسلمہ کو امہات المؤمنین کے بالوں کی کیفیتِ طول یا تراش کی صورت بیان کرنے کے لیے مردانہ بالوں کے لیے مستعمل لفظ بوننا پڑا۔

○ ”کالوفر“ کا لفظ یہ واضح کر رہا ہے کہ ان کے بال مردانہ انداز میں کٹے ہوئے نہیں تھے۔

○ امہات المؤمنین تاحیات عدت میں تھیں جس کا ذکر اس آیت میں ہے:

﴿وَلَا أَنْ تَنْكِحُوا أَزْوَاجَهُ مِنْ بَعْدِهِ أَبْدًا﴾ (الاحزاب: ۵۳)

عدت گزارنے والی عورت کے لیے ترکِ زینت کا حکم ہے۔ لہذا امہات المؤمنین نے بال ترکِ زینت کے لیے کٹوائے تھے۔

○ صحیح مسلم کے اردو ترجمہ نگار مولانا عبد الرحمن صدیقی کا ندھلوی نے تو ترجمہ اس طرح کیا ہے: ”ازواجِ مطہرات ترکِ زینت کے لیے آپ ﷺ کے وصال کے بعد اپنے بالوں کو لیا کرتی تھیں حتیٰ کہ وہ وفرہ تک ہو جاتے۔“

(صحیح مسلم مترجم، جلد اول، ناشر قرآن محل، کراچی۔ ص ۳۲۶)

○ مولانا ابوالاشبال بہاری لکھتے ہیں: اس حدیث سے ان بیوہ عورتوں کے لیے جواز کی صورت ہو سکتی ہے جو (دوبارہ) شادی کرنے کی بوجہ مجبوری خواہش مند نہ ہوں۔ بصورت دیگر اس سے جوازِ عام کی صورت محض پاگل پن ہے کہ جسے اگلوں نے لکھ دیا اگرچہ ان سے اس نص کو سمجھنے میں سہو ہوا اور ان کے بعد آنے والے آنکھ بند کر کے اسی کو نقل کرتے چلے گئے۔

○ مولانا ابوالاشبال بہاری مزید لکھتے ہیں: حدیثِ عائشہ رضی اللہ عنہا پر خیر القرون میں یعنی امہات المؤمنین کے علاوہ دیگر صحابیات اور تابعیات کے زمانے میں اس پر عمل

ہوایا نہیں؟ رہی یہ بات کہ عدم جواز کی بھی کوئی روایت ثابت نہیں ہے تو اس سلسلہ میں یہ عملی تو اتر صحابیات تا اس دم کافی ہے۔ (مطبوعہ الاعتصام) مزید تفصیل کے لیے دیکھیے، صحیفہ اہل حدیث، جمادی الثانیہ: ۱۳۱۹ بعنوان ”بالوں کی تراش خراش۔“

○ محمود احمد میر پوری لکھتے ہیں: عام طور پر وہی عورتیں بال کٹواتی ہیں جو مغربی تہذیب کی دلدادہ ہوتی ہیں اور اسلامی تعلیمات سے انہیں لگاؤ نہیں ہوتا وہ صرف فیشن اور اپنے حسن کی نمائش کے لیے یہ سب کچھ کرتی ہیں، چونکہ وہ بال حسن نمائی کے لیے کٹواتی ہیں اس لیے اس کے بعد وہ خود کو دوپٹے سے بھی آزاد کر لیتی ہیں اس طرح ایک برائی سے دوسری برائی جنم لیتی ہے جو پہلی سے بھی زیادہ خطرناک ہے۔ آزاو خیال عورتیں یہ سارے کام شمع محفل بننے کے شوق میں کرتی ہیں نہ کہ اسلامی تعلیم کی روشنی میں۔ اس لیے اس عمل کو کسی شکل میں بھی جائز قرار نہیں دیا جاسکتا۔ (فتاویٰ صراطِ مستقیم، ص ۴۵۴)

○ الشیخ صالح الفوزان فرماتے ہیں: اگر عورت بال اس لیے چھوٹے کرتی ہے کہ اس سے زینت حاصل ہوگی تو یہ زینت امرِ ممنوع کے زمرے میں آتی ہے۔ اسلام میں مسلمان عورت کی زینت بال بڑھانے میں ہے نہ کہ بال چھوٹے کرنے میں۔ (فتاویٰ برائے خواتین اسلام)

ترکِ زینت کے لیے بال کٹانا:

اگر کوئی بیوہ یا بوڑھی عورت ترکِ زینت کے لیے بال کٹانے کا دعویٰ کرے تو

یہ دیکھا جائے گا کہ کیا اس عورت نے خوب صورت لباس، میچنگ سوٹ، استری کیے ہوئے کپڑے، بناؤ سنگھار کے لوازمات، مہندی، پاؤڈر، خوشبو، خوب صورت جوتے، لیس اور جھالریں لگے کپڑے وغیرہ کو ترک کر رکھا ہے۔ کیا وہ جھوٹے موٹے کپڑے پہنتی اور سیدھی سادی رہتی ہے۔ اگر باقی زینت اپنی جگہ برقرار رہے تو پھر ترکِ زینت کے لیے بال کٹانے کی رعایت سے فائدہ اٹھانا درست نہیں۔

○ جو خواتین امہات المومنین کے بال کٹانے کو نمونہ اور سندِ جواز سمجھتی ہیں، کیا وہ اپنے دیگر اعمال، نماز، روزے، حیا، ستر و حجاب، علمِ دین کی رغبت، صلہ رحمی، پیوند لگے کپڑے، ترکِ لذت، مختصر سا گھر اور گنی چنی اشیائے ضرورت میں بھی ان کو اپنا نمونہ بنانے کی کوشش کر رہی ہیں؟ اگر ایسا نہیں تو ان کی طرف سے اشارۃً ظاہر ہونے والے ایک ایسے عمل کو جسے اسلام نے ممنوع قرار دیا، اور فاحشہ و کافرہ خواتین کا وطیرہ سمجھا جاتا ہے اسے اپنانے پر کیوں تلی ہوئی ہیں؟ یاد رہے کہ عہدِ رسالت میں عورتیں بال کٹاتی ہی نہیں تھیں اس لیے یہ فاحشہ یا کافرہ عورتوں کی مشابہت بھی نہیں تھی بلکہ امہات المومنین کے بال کٹانے سے مقصود ترکِ زینت

ہی سمجھا گیا تھا۔ www.KitaboSunnat.com

حج و عمرہ کے بعد بال کٹانا:

○ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”لَيْسَ عَلَى النِّسَاءِ حَلْقٌ وَ إِنَّمَا عَلَى النِّسَاءِ تَقْصِيرٌ“

”عورتوں پر بال منڈانا نہیں بلکہ کاٹنا واجب ہے۔“ (سنن ابی داؤد، ج: ۱۹۸۵)

جب کہ حج اور عمرے کے موقع پر مردوں کے لیے سر کے بال مونڈنا کترنے کے مقابلے میں افضل ہے۔

اکثر لوگ حج و عمرہ کے بعد عورت کے بال کٹانے کو عام حالات میں بال کٹانے کے لیے دلیل کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ ذیل میں مختلف علماء کے فتاویٰ دیے جا رہے ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حج و عمرہ کے بعد عورت صرف علامتی طور پر بال کاٹتی ہے اس کے لیے جدید دور کے فیشنوں کے مطابق بال کٹوانے کی دلیل نہیں لی جاسکتی۔

○ عورت حج میں صرف چند بال اور وہ بھی پچھلے حصے سے کاٹتی ہے اور یہی عہد نبوی ﷺ سے حج اور عمرہ کرنے والی عورتوں کا طریقہ چلا آ رہا ہے۔

(فتاویٰ برائے خواتین اسلام، ص ۶۵۳)

○ الشیخ صالح الفوزان: حج و عمرہ میں مشروع یہ ہے کہ عورت بالوں کے آخری سرے اور کنارے سے ایک انگلی کے پور برابر بال چھوٹے کرے۔

(فتاویٰ برائے خواتین اسلام، ص ۶۶۱)

○ عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما عورت پورے سر کے اگلے حصے میں بال اکٹھے کرے اور ان میں سے ایک انگلی کے پور کے برابر کٹوائے۔ (نقد النساء)۔

- امام مالک: عورت اپنی تمام مینڈھیوں میں سے کچھ نہ کچھ بال کٹوائے۔ (ایضاً)
- شافعیوں کے نزدیک کم سے کم مقدار تین بال کٹوانا ہے۔ (بحوالہ سابق)
- امام احمد بن حنبل: ہر چٹیا (مینڈھی) میں سے انگلی کے پور کے برابر بال کٹوائے۔ (فتا النساء اردو ترجمہ سید شبیر احمد ص ۳۹۸)
- محمد اقبال کیلانی: عورت کے لیے سر کے سارے بال کتر وانا یا منڈ وانا منع ہے اسے صرف دو انگلی کے برابر بال کتر وانا چاہئیں۔ (کتاب الحج والعمرة، ص ۱۷۶)
- ان فتاویٰ سے پتا چلتا ہے کہ اگر عورتوں کا بال کٹانا اس دور میں کم یا زیادہ معمول ہوتا تو فقہاء و محدثین حج پر بال کٹانے کے عمل میں کوئی ایسا لفظ استعمال کرتے (اپنے موقف کی تائید یا تردید میں) جو ان کی رائے کی وضاحت کر سکتا۔
- شرعاً اگر عورت کا بال کاٹنا امر ممنوع یا غیر مستحسن فعل نہیں تھا تو پھر اس میں محدثین اور فقہاء کو مقدار کی وضاحت کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ صرف بال کتر نے کا کہہ دیا جاتا اور یہ عورت کی مرضی پر چھوڑ دیا جاتا کہ وہ مقدار میں یا لمبائی کے لحاظ سے جتنے چاہے بال کاٹ لے۔

شوہر کے لیے بال کٹانا:

- مولانا عبد المنان نور پوری لکھتے ہیں: عورت کے لیے سر کے بال کاٹنا، کٹوانا، مونڈنا، منڈ وانا درست نہیں۔ جیسا کہ وصل شعر (مصنوعی بال جوڑنے) پر لعنت اور غسل جنابت میں شعر مغفور (مینڈھیاں کیے ہوئے بال) میں رعایت والی

حدیث سے ثابت ہے۔ بچی اپنی مرضی سے یہ کام کرے یا خاوند کے کہنے پر دونوں صورتوں میں درست نہیں۔ (احکام و مسائل، ص ۵۳۲)

اضطراب یا مجبوری:

اضطراب کی حالت میں بال کٹوانا درست ہے۔ چاہے سر منڈانا پڑے یا بال کتروانے پڑیں۔ مثلاً سر میں زخم ہو، یا کوئی بیماری ہو..... کوئی عورت ایسی کمزور اور بیمار ہو جائے کہ اس کے لیے بالوں کو دھونا، ان کی کنگھی چوٹی کرنا دشوار ہو جائے۔ (دیکھیے، فتاویٰ برائے خواتین اسلام، ص ۶۶۱)

یاد رہے کہ محتاجی کے سبب بالوں کو سنوارنے سے عاجز آنے کے سبب بال کاٹنے والی عورت بیوٹی پارلر سے بال کٹوانے کا خرچہ برداشت نہیں کر سکتی..... نیز محتاجی کے سبب سے بال کٹوانے کی نوبت کم از کم ہمارے معاشرے میں کبھی نہیں آئی۔ اگر ایسی ہی محتاج و کم مایہ عورت بال کٹوائے بھی تو اس کی تقلید کوئی عورت نہیں کرے گی کیونکہ تقلید معاشرے کی مشہور اور بارسوخ شخصیات کی کی جاتی ہے، چاہے ان کا نام کسی برائی میں مشہور ہو اور چاہے دین، تقویٰ اور نیکی میں۔

بالوں کے سرے کاٹنا (ٹریمنگ):

کچھ خواتین سر کے بالوں کے آخری سرے اس لیے کاٹ دیتی ہیں کہ ان کے دومنہ بن چکے ہوتے ہیں۔ ایسا کیا جاسکتا ہے بشرطیکہ عورت خود ہی کاٹ لے یا کسی دوسری خاتون سے کٹوا لے اور کسی مروجہ فیشن کے انداز میں نہ کاٹے اور

صرف انچ، دو انچ سرے ہی کاٹے۔

کچھ بال کاٹنا اور کچھ چھوڑ دینا:

بعض خواتین سر کے سامنے کے حصے (پیشانی) سے بال کاٹتی ہیں، بعض کانوں کی طرف سے اور بعض گردن کی طرف سے۔ اگر کچھ بال کاٹے اور کچھ چھوڑ دیے جائیں تو یہ بھی ممنوع ہے۔

پیشانی سے بال کاٹنا یا کٹوانا یا مختلف اسٹائلش انداز میں بال کاٹنا یا کٹوانا، ان خواتین کا طریقہ ہے جو ماڈل گرل ہیں، یا فلموں میں ناچتی گاتی ہیں یا غیر ملکی خواتین ہیں..... شریف خواتین میں سے کوئی بھی پیشانی کے بال نہیں کاٹتی لہذا اس میں فاسقہ و فاحشہ اور کافرہ عورت کی مشابہت پائی جاتی ہے۔ پیشانی یا کانوں سے بال کاٹنے والی عورت کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ سر ہلاتے اور بات کرتے وقت بال ہلتے ہوئے نظر آئیں یا ناز و انداز میں دل کشی پیدا ہو۔ اگر وہ یہ کام خاوند ہی کے لیے کرتی ہیں تو انہیں چاہیے کہ عام لوگوں کے سامنے مرد ہوں یا عورتیں بالوں کو کپڑے سے پوری طرح چھپائے رکھیں تاکہ ایک فحش رواج عام خواتین میں نہ پھیلے اور صرف خاوند کی موجودگی میں انہیں ظاہر کریں۔

حاصل بحث:

○ کافر عورتوں کے انداز (اسٹائل) کے مطابق بال کٹوانا حرام ہے۔

○ ماڈل گرل، فلمی عورتوں، اشتہاری لڑکیوں یا بیوٹی پارلر چلانے والی عورتوں کے

انداز میں بال کٹانا جائز درست نہیں۔

○ مردوں کے بالوں کی تراش خراش کے مطابق بال کٹانا بھی درست نہیں۔

○ کسی بیماری یا زخم کی صورت میں جس قدر ضرورت ہو بال کاٹے جاسکتے ہیں۔

○ بالوں کے آخری سرے انچ یا ڈیڑھ انچ تک کاٹے جاسکتے ہیں۔

○ اگر شوہر اتنا اصرار کرے کہ باہمی معاملات میں خطرناک حد تک بگاڑ کا اندیشہ ہو تو عورت بالوں کو طول سے کٹوا سکتی ہے۔

○ شوہر کی خاطر کٹوائے ہوئے بالوں کی نمائش صرف شوہر کے سامنے کی جائے تاکہ یہ غلط فیشن عام خواتین میں نہ بڑھنے پائے۔

○ بیوٹی پارلر میں جا کر بال کٹوانا کسی صورت درست نہیں کیونکہ وہ ایسی جگہ ہے جہاں بہت سے حرام امور کا ارتکاب ہوتا ہے۔ جب کہ حکم ہے:

﴿لَا تَعَاوُنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾ (السانہ: ۲)

”گناہ اور زیادتی میں ایک دوسرے کی مدد نہ کرو۔“

جو رقم دی جائے گی وہ بھی حرام میں تعاون کا باعث ہے اور کسی خاتون کا بیوٹی پارلر پر جانا بھی ان کے حرام کاروبار کو پھیلانے اور بڑھانے کا باعث ہے۔ لہذا یہ ہرگز درست نہیں۔

○ جو رقم بیوٹی پارلر پر دی جائے گی وہ اسراف ہے اور اسراف کرنے والے اللہ کو پسند نہیں ہیں۔ (الاعراف)

وگ (مصنوعی بال)

انگلش میں Wig (وگ) عربی میں قَصَصہ، کُتَبہ اور بارو، کا ایک ہی چیز کے مختلف نام ہیں۔ عرف عام میں اصلی یا مصنوعی بالوں کا ایک گچھا جسے ٹوپی نما طریقہ سے بنایا جاتا ہے تاکہ سر پر آسانی سے فٹ ہو سکے۔ (انسائیکلو پیڈیا امریکانا)

وگ مصری تہذیب کی ایجاد ہے، جو مصری مرد و خواتین میں زیبائش حسن اور آرائش گیسو کے لیے عام ہوئی۔ یونان میں بھی وگ کا استعمال قدیم عرصہ سے چلا آ رہا ہے، سلطنتِ روم میں وگ اس وقت مقبول ہوئی جب قیصر روم نے اپنا گنج چھپانے کے لیے اسے استعمال کیا۔ مال دار رومن خواتین میں وگ کے استعمال کا اس قدر جنون تھا کہ وہ اصلی بالوں کی وگ بنانے کے چکر میں قید خانوں میں بند خواتین کے سر منڈا کر ان سے وگ بنواتیں۔ (انسائیکلو پیڈیا امریکانا)

سترھویں اور اٹھارھویں صدی میں فرانس اور انگلینڈ میں اس کا استعمال اس وقت عام ہوا جب لوئیس سیزدہم Louis-xiii نے اپنا گنج چھپانے کے لیے عدالت میں وگ پہن کر بیٹھنا شروع کیا۔ یوں وگ کو باقاعدہ عدالتی لباس کا درجہ حاصل ہو گیا اور آج بھی برطانیہ میں جج صاحبان، لارڈ چانسلرز، بیرٹرز اور شپس

(Bishops) وگ استعمال کرتے ہیں۔

وگ کو خوب صورت بنانے کے لیے اسے مصنوعی قدرتی رنگوں سے بنایا جاتا اور اس میں موتی اور زیورات کا جڑاؤ بھی کیا جاتا تھا۔ ماہرین آثار قدیمہ نے ایک قدیم وگ ڈینش برونز (Denish Brones) کے زمانے کی دریافت کی ہے جو 1500 سے 800 سال قبل مسیح کی ہے۔

کسی کے سر کے بالوں کی تعداد اللہ ہی جانتا ہے مگر اس کے بالوں کی تعداد پچاس ہزار سے دو لاکھ کے درمیان ہوتی ہے۔ (اختصار از ”وگ کی شرعی حیثیت“ نور احمد شہناز، مطبوعہ ہفت روزہ الاعتصام۔ ۲۷ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۷ھ)

وگ کی ممانعت:

جب اللہ نے شیطان پر لعنت کی تھی تو اس نے کہا تھا:

﴿لَا تَخْذَنْ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيبًا مَّفْرُوضًا. وَلَا ضَلَّٰهُمْ وَلَا مَنِٰهُمْ وَلَا مُرَنَّهُمْ فَلْيَبْتَكَنْ اِذَا نِ الْاَنْعَامِ وَلَا مُرَنَّهُمْ فَلْيَغْيِرَنَّ خَلْقَ اللّٰهِ﴾ (النساء: ۱۱۹)

”میں تیرے بندوں سے ایک مقرر حصہ لے کر رہوں گا، اور میں انہیں بہکاؤں گا، میں انہیں آرزوں میں الجھاؤں گا، میں انہیں حکم دوں گا اور میرے حکم سے جانوروں کے کان پھاڑ دیں گے اور وہ میرے حکم سے اللہ کی بخشی ہوئی ساخت و بناوٹ میں رد و بدل کریں گے۔“

منیر قمر سیالکوٹی لکھتے ہیں: قرآن کریم کے اس مقام پر اللہ تعالیٰ کی بخشی ہوئی ساخت کو تبدیل کرنے کو شیطانی فعل قرار دے جانے کے پیش نظر اسلام نے مرد و زن ہردو کے لیے زینت کی خاطر اپنے اصل بالوں کے ساتھ کسی دوسرے کے اصل یا مصنوعی طریقے سے بنائے گئے بالوں کو جوڑنا حرام قرار دیا ہے۔

وگ لگانے اور لگوانے والی پر لعنت:

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو، مصنوعی بال لگانے والی اور مصنوعی بال لگوانے والی پر اور جسم گود کر نیل بھرنے والی اور نیل بھروانے والی پر۔“ (بخاری کتاب اللباس، ۵۹۳۷، ۵۹۳۰۔ مسلم کتاب اللباس والثریہ: ۱۱۹-۲۱۲۳ ابوداؤد: ۴۱۶۸، ۴۱۷۰۔ ترمذی، کتاب الادب: ۱۷۵۹۔ نسائی کتاب الثریہ: ۵۲۶۳، ۵۱۱۰۔ مسند احمد: ۲/۳۳۹)

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لعنت کی رسول اللہ ﷺ نے سود کھانے والے، سود کھلانے والے، مصنوعی بال لگانے والی، حلالہ کرنے والے اور جس کے لیے حلالہ کیا جائے اس پر۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی یہ بات ایک عورت (ام یعقوب) نے سنی، وہ آپ کے پاس آئی اور کہنے لگی: مجھے اطلاع ملی ہے کہ آپ بال جوڑنے سے منع کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا ہاں: تو اس عورت نے کہا: کیا اس کے بارے میں قرآن کریم سے کوئی دلیل پاتے ہو یا نبی کریم ﷺ سے کچھ سنا ہے؟ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے

کہا: میں اس کی دلیل کی ممانعت کتاب اللہ میں پاتا ہوں اور رسول اللہ ﷺ سے بھی اس کی ممانعت کے بارے میں سن چکا ہوں۔ اس عورت نے کہا: اللہ کی قسم! میں نے قرآن کریم کی اول تا آخر ورق گردانی کی ہے مجھے تو وہ کچھ نہیں ملا جو تم کہتے ہو۔ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا! کیا تمہیں قرآن کریم میں کہیں یہ الفاظ ملے ہیں:

﴿وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا﴾

”رسول اللہ ﷺ تمہیں جس کا حکم دیں اسے اختیار کر لو اور آپ ﷺ جس سے منع کریں اس سے رک جاؤ۔“ (الفہم: ۸)

اس عورت نے کہا ہاں! تو عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنِ الْوَاصِلَةِ

”میں نے نبی ﷺ کو بال جوڑنے سے منع فرماتے ہوئے سنا ہے۔“

اس عورت نے کہا: ممکن ہے کہ آپ کے گھر کی عورتوں میں سے کوئی ایسا کرتی

ہو؟ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جا کر دیکھ لو۔ وہ عورت گھر کے اندر داخل ہوئی اور جب دیکھ بھال کر باہر آئی تو کہنے لگی: مجھے کوئی ایسی (قابلِ اعتراض) چیز نظر نہیں آئی۔

تب عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا: میں نہیں چاہتا کہ جس چیز سے تمہیں

منع کروں خود اس میں تمہاری خلاف ورزی کروں۔

اس طرح عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بال کے جوڑنے یا وگ لگانے کو پہلے قرآن کریم پھر حدیث رسول اللہ ﷺ سے ثابت کیا اور پھر اس کے ممنوع ہونے کا اپنے گھر کی عورت سے بھی عملی ثبوت مہیا فرمایا۔

یہودیوں کا فعل:

سعید بن مسیب بیان کرتے ہیں کہ معاویہ رضی اللہ عنہ جب آخری مرتبہ مدینہ طیبہ آئے تو خطبہ کے دوران انہوں نے بالوں کا ایک گچھا نکالا اور فرمایا: میں نے یہودیوں کے علاوہ کسی کو اس فعل (بال جوڑنے) کا ارتکاب کرتے نہیں دیکھا اور نبی اکرم ﷺ نے اس فعل کو سراسر جھوٹ (دھوکہ) قرار دیا ہے۔

(بخاری: ۵۹۳۸، ۳۲۶۸، مسلم، صحیح نسائی ۴۷۱۳)

بنی اسرائیل کی ہلاکت کا سبب:

عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کے بیٹے روایت کرتے ہیں کہ میں نے برسر منبر معاویہ رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا جب کہ وہ اپنے خادم کے ہاتھ سے بالوں کا ایک گچھا لے کر لہرا رہے تھے۔ تمہارے علماء کہاں ہیں؟ میں نے نبی اکرم ﷺ کو اس سے منع فرماتے ہوئے سنا اور آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا:

إِنَّمَا هَلَكَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ حِينَ اتَّخَذَ هَذِهِ نِسَاءَهُمْ.

”بنی اسرائیل کی عورتوں نے جب ان (مصنوعی بالوں اور وگوں) کا استعمال

کیا۔

تو وہ ہلاک ہو گئے۔“ (بخاری، کتاب اللباس ۵۹۳۲، مسلم، کتاب اللباس والزیئہ)

ثابت ہوا کہ قوموں میں زوال اور ابتری اس وقت اپنا قدم جماتے ہیں جب ان کی عورتیں مصنوعی آرائش کرنے، اللہ کی بخشی ہوئی صورت کو بدلنے اور اسے مردوں کو دکھانے کا وسیعہ اپنالیں۔

غیر مسلموں کا طریقہ:

وگ غیر مسلموں، کافروں اور مشرک قوموں کی ایجاد اور ان کا انداز فیشن ہے۔ لہذا اہل اسلام کے لیے ضروری ہے کہ یہود اور کفار کے طریقے سے اجتناب کریں۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

”جو جس قوم کی مشابہت اختیار کرے گا وہ انہی میں سے ہے۔“

(ابوداؤد: ۴۰۳۱)

رسول اللہ ﷺ کی ڈانٹ:

رسول اللہ ﷺ نے اس بات پر ڈانٹا کہ عورت اپنے بالوں میں کسی بھی چیز کا جوڑ لگائے۔ (مسلم، کتاب اللباس والزیئہ)

وگ دلہن کے لیے بھی ممنوع:

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انصار کی ایک لڑکی کی شادی ہوئی۔ کسی بیماری کی وجہ سے اس کے سر کے بال گر چکے تھے۔ اس کے گھر والوں نے چاہا کہ اس کے سر پر دوسرے بال جوڑ دیے جائیں۔ انہوں نے نبی ﷺ سے استفسار کیا

تو آپ ﷺ نے فرمایا:

”اللہ نے بال جوڑنے اور جڑوانے والی پر لعلت کی ہے۔

(بخاری: ۵۹۳۱، ۵۹۳۵۔ مسلم: ۵۵۳۲۔ نسائی: ۴۷۱۳۔)

محدثین اور فقہا کی رائے:

○ امام نووی شارح صحیح مسلم: ہر قسم کے جوڑ خواہ انسانی بال ہوں یا اون، ریشم یا کسی اور کے بال مطلقاً حرام ہیں۔ (بحوالہ فقہ السنہ)

○ منیر قمریہ لکھنؤ: بالوں کو زیادہ ثابت کرنے کے لیے بال جوڑے جائیں یا کوئی دھاگہ وغیرہ سب ممنوع ہے۔ (مطبوعہ الاعتصام ۶ نومبر ۱۹۹۲)

○ امام ابن مقدسی: حدیث میں ذکر کردہ خصلتیں (بال ملانا، دھوکہ دینا، یہودیوں کی مشابہت) حرام ہیں۔ لہذا وگ وغیرہ لگانا حرام ہے۔

(آپ کے مسائل، ہذا شرا احمد ربانی جلد دوم)

○ وگ لگانا حرام ہے خواہ وہ معذور کے لیے ہو، دلہن کے لیے ہو یا ان دونوں کے علاوہ کے لیے۔ (شرح مسلم للنوی، بحوالہ آپ کے مسائل، جلد دوم، ہذا شرا احمد ربانی)

اونی، سوتی دھاگہ یا کپڑا جوڑنا:

○ امام لیث: صرف بال جوڑنا منع ہے دوسری چیز کی ممانعت نہیں جیسے دھاگہ وغیرہ۔ (بحوالہ مصنوعی اعضا پر مسح کا حکم از منیر قمریہ لکھنؤ)

○ سعید بن جبیر: اونی یا ریشمی دھاگہ جوڑنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ حافظ ابن

حجرات اس قول کو صحیح اور بعض محدثین ضعیف قرار دیتے ہیں۔

(بحوالہ مصنوعی اعضاء پر مسح کا حکم از منیر قمر سیالکوٹی مطبوعہ الاعتصام)

○ احناف: اون، ریشم یا بکری کے بال ملانا یا دھجیاں وغیرہ بٹ کر جوڑ لگانا جائز ہے کیونکہ یہ دھوکہ دہی نہیں ہے۔ (رسائل ابن عابد بن شامی بحوالہ فقہ النساء)

○ شافعیہ کا قول: خاوند اجازت دے تو بھی جوڑ لگانا حرام ہے۔ (فقہ النساء)

○ اگر اس قدر ہے جس سے بال باندھ لیے جائیں تو اس میں کوئی حرج نہیں، زائد مقدار مکروہ ہے۔ (الفتی بحوالہ فقہ النساء)

○ محمد عطیہ فہمیس مصنف ”فقہ النساء“: پہلی نظر میں معلوم ہو جائے کہ یہ بال نہیں ان سے الگ چیز ہے مثلاً اون یا دھاگہ تو یہ مباح ہے لیکن بچنا بہتر ہے۔ کیونکہ حدیث میں حکم عام ہے۔ بالوں کو سمیٹنے اور باندھنے کے لیے جس قدر ضروری ہو اسی قدر استعمال کیا جائے۔ (فقہ النساء، ص ۶۹)

پر اندا:

مولانا ثناء اللہ مدنی نے فرمایا: مسئلہ ہذا میں اختلاف ہے ایک جماعت عمومی حدیث کی بنا پر عدم جواز کی قائل ہے۔ جب کہ امام ابو عبیدہ نے بہت سے فقہاء سے نقل کیا ہے کہ مصنوعی بال ملانا تو ناجائز ہے البتہ کپڑے کے ٹکڑے وغیرہ باندھنا نہیں میں داخل نہیں۔ امام ابو داؤد نے بہ سند صحیح سعید بن جبیر تابعی کا یہ قول نقل کیا ہے کہ ریشمی دھاگے یا اون کی لٹیں ملاوی جائیں تو کوئی حرج نہیں۔ بعض نے یوں

وضاحت کی ہے کہ بالوں کے ساتھ ملائی ہوئی چیز اگر نظر نہ آئے تو منع ہے اور ظاہر ہونے کی صورت میں منع نہیں اور یہ بات زیادہ پختہ ہے۔ حدیث الواصلہ میں بھی تدلیس کی طرف اشارہ ہے جب کہ تدلیس (دھوکہ) کے بغیر جائز ہے، نیز باندھنے وغیرہ کی جس شکل سے مردوں سے مشابہت ہو وہ بھی ناجائز ہے چاہے ظاہر ہو چاہے پوشیدہ۔ (ہفت روزہ الاعتصام، جلد ۵۲۔ ۲۷ شعبان ۱۴۲۱ھ)

حاصل:

حاصل یہ کہ بال باندھنے کے لیے بہت ہی ہلکا کپڑا یا دھاگے کا چھوٹا اور باریک پر اند استعمال کیا جاسکتا ہے لیکن آرائش والے، لمبے اور موٹے پراندے کا استعمال نہیں کرنا چاہیے کیونکہ اس سے مقصود بالوں کو لمبا دکھانا یا گھنا دکھانا ہو گا یا اس کا شبہ ہو گا۔

مکمل گنجے پن کی صورت:

اگر عورت کے سر پر سرے سے بال ہی نہ ہوں یا وہ گنجے پن کی شکار ہو تو اسے وگ استعمال کرنے میں کوئی ہرج نہیں، کیونکہ مقصد از الہ عیب ہے۔ (اشیخ صالح بن العثیمین، اشیخ صالح الفوزان فتاویٰ برائے خواتین اسلام، ص ۶۳۸، ۶۳۹)

مولانا مبشر احمد ربانی کہتے ہیں کہ وگ لگانا گنج ہو یا کم بال، مرد ہو، عورت ہو، دلہن ہو اور جوڑ کپڑے کا ہو، یا دھاگے یا مصنوعی ریشوں کا کسی صورت بھی اس کا جواز نہیں۔ (آپ کے مسائل)

ہیئر ٹرانس پلانٹ:

مولانا مبشر احمد ربانی اس کے بارے لکھتے ہیں: سمجھے پن کا علاج کیا جاسکتا ہے۔ سوال میں موجود جو طریقہ علاج ذکر کیا گیا ہے اس میں بظاہر کوئی مخالفت معلوم نہیں ہوتی۔ جیسے آدمی کے جسم کا ایک ٹکڑا کاٹ کر دوسری جگہ پر بطور علاج لگایا جانا بالاتفاق جائز ہے اسی طرح جسم کے کسی جگہ کے بال اتار کر اگر سر پر لگانے سے اگ آتے ہیں تو کوئی ہرج معلوم نہیں ہوتا۔ (آپ کے مسائل، جلد دوم، ص ۵۴۸)



سفید بالوں کو کالا کرنا

سر کے بال کالے ہوں یا سفید، بھورے ہوں یا خاکستری سب جسمانی افادیت کے لحاظ سے برابر ہیں۔ بال اور جلد کا مختلف رنگوں کا ہونا خالق مطلق کے کمال تخلیق کا مظہر ہے۔ لہذا بال جس رنگ کے بھی ہوں باعثِ حسن بھی ہیں اور نعمت بھی۔

اکثر قوموں کے بال بچپن میں کالے ہوتے ہیں اور بڑھاپے میں سفید ہونا شروع ہو جاتے ہیں، جب کہ بعض قوموں کے بال پیدائشی بھورے، خاکستری یا سفید بھی ہوتے ہیں۔

کالے بالوں کے بعد جب بھی سفید بال آنا شروع ہوں تو یہ گمان کیا جاتا ہے کہ اب بڑھا پا شروع ہو گیا ہے لہذا اپنے آپ کو تسلی دینے کے لیے اور دوسروں کو یہ دھوکہ دینے کے لیے۔

”ابھی تو میں جوان ہوں“

بال کالے کیے جاتے ہیں۔ سب سے پہلے بال کالے کرنے کی تدبیر فرعون نے سوچی اور سیاہ خضاب ایجاد کیا۔ اس کے بعد یہ فریبی طریقہ چل پڑا اور

طرح طرح کے خضاب ایجاد ہونے لگے۔ سفید بالوں کو کالا کرنا چوں کہ فریب اور جھوٹ ہے اس لیے اسلام نے اس فعل کو ممنوع قرار دیا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ جب عمر بڑی ہو جائے تو سر اور داڑھی وغیرہ کے بال وہی اس چہرے پر چپتے ہیں جو اپنے قدرتی رنگ میں ہوتے ہیں ورنہ ایسے لگتا ہے جیسے کسی نے دوسرے شخص کے بال اتار کر اس شخص کے سر یا چہرے پر لگا کر بھدا پیوند لگایا ہو۔

ایسے شخص کا چہرہ چغلی کھا رہا ہوتا ہے کہ میری عمر ساٹھ سال ہے لیکن خضاب زدہ بال یہ ماتم کرتے نظر آ رہے ہیں کہ ہائے ہم کس بے وقوف کے پلے پڑ گئے جس نے ہماری قابل احترام حالت کو جوانوں کی من چلی نادان حالت کے بھیس میں بدل دیا۔

یاد رہے کہ بچپن اور جوانی کسی شخص کی نا تجربہ کاری، جذباتیت اور کھلنڈرے پن کی علامت ہوتے ہیں جب کہ بڑھاپا اور اس کے آثار دانائی، تجربہ کاری اور احترام کیے جانے کا حامل ہوتا ہے۔

کسی شخص کا سفید بالوں کو کالا کرنا اس بات کا غماز ہوتا ہے کہ وہ ابھی جوانوں کی طرح چہلیں کرنا چاہتا ہے۔ باوقار اور بزرگوں کو کہلانا اسے پسند نہیں۔

وہ اللہ سے سفید بال کا لے کر کے شکوہ کرتا ہے کہ تو نے مجھے قبل از وقت بال سفید کر کے بوڑھا کر دیا ہے۔ کوئی بات نہیں میں نے بھی بال کا لے کر کے اس

کا توڑ تلاش کر لیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک (صحیح العقیدہ باعمل) مسلمان کے لیے سفید بالوں کو باعثِ خیر قرار دیا۔

عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سفید بال مت نوچا کرو جس کسی مسلمان کے بال حالتِ اسلام میں سفید ہو جائیں قیامت کے دن یہ اس کے لیے نور کا باعث ہوں گے۔

ایک دوسرے راوی نے یہ بھی اس کے بعد ذکر کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک ایک بال کے عوض اس کی نیکی لکھتا ہے اور ایک گناہ دور کرتا ہے۔ (ابوداؤد: ۴۲۰۲، احمد: ۱۷۵/۲، ترمذی: ۲۸۳۱، ابن ماجہ: ۳۷۲۱)

سفید بال چھتنا:

لہذا سر یا داڑھی میں سے سفید بال چھتنا جائز نہیں ہے۔ اور یہ اپنے خیر اور نور کو خیر باد کہنے کے مترادف ہے۔

بال کا لے کرنا ممنوع:

فتح مکہ کے موقع پر ابو قحافہ (ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے والد) کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لایا گیا۔ ان کے سر اور داڑھی کے بال بڑھاپے کی وجہ سے ٹھامہ (سفید پھولوں والا درخت) کے پتوں کی طرح سفید تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس سفیدی کو بدلو اور سیاہی سے اجتناب کرو۔ (مسلم، کتاب اللباس والائینہ، باب استحباب

خضاب الشیب بصفرة او حمرة و تحريمه بالسوداء۔ نسائی، ۸/۱۳۸۔ ابوداؤد: ۴۲۰۳۔ ابن ماجہ: ۱۹۷/۲۔

جنت کی خوشبو سے محروم:

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”آخر زمانے میں ایسے لوگ ہوں گے جو کبوتر کے پوٹوں کی طرح سیاہ خضاب لگائیں گے وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں پائیں گے۔“ (مسند احمد: ۱/۲۷۳۔ نسائی، ۸/۱۳۸۔ ابوداؤد: ۴۲۱۲۔ ترمذی: ۳۱۱/۷)۔

نظر رحمت سے محروم:

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”آخر زمانے میں ایسے لوگ ہوں گے جو اپنے بال سیاہ کریں گے، اللہ تعالیٰ ان کی طرف نظر رحمت نہیں کرے گا۔“ (مجمع الزوائد: ۵/۱۶۴۔ المعجم الاوسط للطبرانی، ۱۵/۳۷۱۔ اسنادہ حید۔ بہ تحقیق مولانا مبشر احمد ربانی، آپ کے مسائل، جلد دوم)

روزِ قیامت سیاہ چہرے والے:

ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے سیاہ خضاب لگایا، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کا چہرہ سیاہ کر دے گا۔ (مجمع الزوائد: ۵/۱۶۶۔ بہ تحقیق مولانا مبشر احمد ربانی، آپ کے مسائل، جلد دوم)

بے ضرر طریقے سے بال کا لے کرنا:

مولانا ثناء اللہ مدنی سے سوال کیا گیا کہ قدیم زمانے میں ایسی چیزوں سے بال

کالے کیے جاتے تھے جو مضرِ صحت بلکہ مضرِ جان تھیں، اس لیے لال مہندی کا استعمال جائز تھا۔ آج بے ضرر مصنوعات آگئی ہیں، لہذا ان کا استعمال بھی ممنوع ہے؟ انہوں نے جواب دیا:

نبی ﷺ نے مطلقاً بانور، کو سیاہ کرنے سے منع کیا ہے اس میں ضرر بے ضرر کی کوئی تفریق نہیں لہذا سیاہی سے مطلقاً اجتناب ضروری ہے۔ صحیح احادیث میں ہے: (ابو قحافہ کو) بال سیاہ کرنے سے بچاؤ۔

(مطبوعہ ہفت روزہ، الاعتصام ۲۳ اپریل ۱۹۹۹ء)

کالا خضاب لگانے کے قائلین:

حنفیہ میں سے امام ابو یوسف بال کالے کرنے کے جواز کے قائل ہیں لیکن رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کے مقابلے میں کسی کا قول یا فعل حجت نہیں بن سکتا۔ اور جو دینیں جائز کہنے والوں نے پیش کی ہیں وہ عدم جواز کی احادیث کے مقابلے میں کمزور ہیں۔ اس بارے میں حافظ ابن قیم نے مجموعی روایات کو سامنے رکھ کر جو رائے قائم کی ہے وہ تحقیقی بھی ہے اور معتدل بھی کہ خالص سیاہ خضاب لگانا مکروہ ہے۔ مہندی یا کسی اور رنگ کو ملا کر لگانا جائز ہے۔ (تفہیم المسائل، جلد ۳، ص ۲۰۵-۲۰۶)

www.KitaboSunnat.com : خضابی کنگھی کا استعمال

جو حکم سیاہ خضاب کا ہے وہی سیاہ خضابی کنگھی کا ہے۔ جس طرح دوسرے رنگ کے خضابوں کا استعمال درست ہے اسی طرح دوسرے رنگ کا خضابی کنگھی کا

استعمال بھی درست ہے۔ (جدید فقہی مسائل، ص ۱۷۶)

شادی یا کاروبار کے لیے سیاہ خضاب:

مولانا مبشر احمد ربانی لکھتے ہیں: 'داڑھی یا سر کے بال شادی بیاہ یا کاروبار کے سلسلے میں سیاہ کرنا دھوکہ اور فراڈ ہے۔ اپنے بڑھاپے کو چھپانا اور جوانی ظاہر کرنا ہے۔ دھوکہ دہی اور اصلیت چھپانا شرع محمدی ﷺ میں حرام ہے۔

(آپ کے مسائل، جلد دوم، ص ۱۳۷)

مجاہدین کا سیاہ خضاب لگانا:

بلا اتفاق جائز ہے تاکہ میدان جنگ میں دشمن پر ہیبت طاری ہو جائے کہ یہ نوجوان ہیں، سفید ریشوں کے لشکر سے دشمن مرعوب نہیں ہوتا۔

(فتح الاماری، کتاب اللباس، باب الخضاب)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: 'الْحَرْبُ خُدْعَةٌ' 'جنگ میں دھوکہ (جائز) ہے'۔

دشمن کو دھوکہ دینے کے لیے بال کاٹ کرنا، بھیس بدلنا، جھوٹ بدلنا غرض ہر طرح کا دھوکہ دینا نہ صرف جائز ہے بلکہ اس کے بغیر جنگ میں دشمن کو شکست دی ہی نہیں جاسکتی۔

لہذا جنگ و جہاد جیسے اعلیٰ مقاصد کے لیے سفید بال کاٹ کرنا جائز ہے لیکن حالت جنگ ختم ہو جانے کے بعد سفید بال کاٹ کرنا مجاہد کے لیے بھی اسی طرح ممنوع ہے جس طرح دیگر مسلمانوں کے لیے ممنوع ہے۔

سفید بال کسی اور رنگ سے رنگنا:

ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ أَحْسَنَ غَيْرِ بِهَذَا الشَّيْبِ الْجَنَاءُ الْكُتْمُ .

”بے شک سب سے بہتر چیز جس سے بال رنگے جاتے ہیں وہ مہندی اور کتم

ہے۔ (ابوداؤد: ۴۲۰۵، ترمذی: ۱۷۵۳، ابن ماجہ: ۳۶۲۲)

کتم ایک پہاڑی بوٹی ہے جو یمن کے علاقے میں پیدا ہوتی ہے اس کے پتے سیاہی مائل ہوتے ہیں لیکن خالص سیاہ نہیں ہوتے۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مہندی اور کتم کا مرکب جائز ہے۔ مہندی کا لال اور کتم کا سیاہی مائل رنگ مل کر گہرا بھورا رنگ بن جاتا ہے جو بالوں کو خوش نما کر دیتا ہے۔

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مہندی میں کوئی اور رنگ ملا کر اسے استعمال کیا جا سکتا ہے۔

اس حدیث کی بنیاد پر حنفیہ، شافعیہ، مالکیہ، حنبلیہ کا مسلک یہ ہے کہ سیاہ خضاب کے علاوہ دوسرے رنگوں کا خضاب لگانا مردوں اور عورتوں کے لیے مستحب ہے۔ (رد المحتار حاشیہ ذہبی، ص ۳۷۳۔ المغنی ۱۱ بن قدامہ شرح نووی بر مسلم، کتاب اللباس و الخضاب۔)

بعض احادیث سے پتا چلتا ہے کہ درس (گہرے گلابی بھورے مائل رنگ کی گھاس) اور زعفران سے بھی سفید بالوں کو رنگا جا سکتا ہے۔ (دیکھیے ابوداؤد: ۴۲۱۰)

حاصل یہ کہ نید بال مہندی رنگ، بھورے یا زعفرانی رنگ میں رنگے جاسکتے ہیں لیکن جامن، گرے، عنابی، آتشی گلابی وغیرہ رنگوں میں رنگنے سے گریز کیا جا۔۔۔ بہتر ہے کیوں کہ احادیث سے دوسرے رنگوں کا جواز نہیں ملتا۔

دورحہ میں بازار میں کیمیکل والی مہندی دستیاب ہے۔ جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ اس کی تہہ چڑھ جاتی ہے، رنگ نہیں چڑھتا۔ اگر ایسی ہی بات ہے تو یہ کیمیکل مہندی بھی جائز نہیں۔ کیوں کہ تہہ چڑھنے جانے سے وضو اور غسل نہیں ہوگا۔

جسم کے کسی بھی حصے یا جگہ پر آرائش کے لیے صرف رنگ چڑھنے والی چیز استعمال کی جاسکتی ہے جس کی تہہ یا لپ جم جائے اس کا استعمال جائز نہیں کیوں کہ اس طرح طہارت حاصل نہیں ہوتی۔

کافرہ عورتوں کی مشابہت پر بال رنگنا:

الشیخ صالح العثیمین ایک استفسار پر کہتے ہیں: سفید بالوں کو سیاہ کرنے سے رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ دیگر رنگوں سے رنگنا ”اصل“ جواز ہے مگر کافرہ عورتوں کی شکل پر ہو تو یہ مشابہت ہے اور نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

”جس نے جس قوم کی مشابہت کی وہ ان میں سے ہے۔“

(فتاویٰ برائے خواتین اسلام، ص ۶۷۸)

کالے بالوں کا رنگ تبدیل کرنا:

دورِ حاضر میں کالے بالوں کو مختلف رنگوں میں رنگنے کا رواج یورپ سے آیا ہے۔ بیوٹی پارلر نے اسے پروان چڑھایا، نتیجہ یہ کہ اب ہر نو جوان عورت اپنے بالوں کو مختلف رنگوں سے ڈائی کروانے کی عادی ہو چکی ہے۔ بالوں کی بعض لٹیں بسکٹی رنگ میں رنگوا کر اور انہیں سامنے مختلف انداز بنا کر چھوڑ دیا جاتا ہے۔

بالوں کو رنگوا کر ان میں موتی اور پھول بھی پروئے جاتے ہیں۔ بالوں کے نیچے کے سرے ڈائی کرانا اور اوپر سے کالے چھوڑ دینے کا بھی رواج ہے۔

کالے بال عورت کی خوب صورتی ہے۔ اور یہ وہ فطری رنگ ہے جو ایشیائی لوگوں کے بالوں کو اللہ تعالیٰ نے بنایا ہے۔ اسے بدلنا اللہ کی تخلیق میں تبدیل کرنا ہے۔ جس کا ذکر شیطان نے کہا تھا:

﴿وَلَا مَرْتَهُمْ فَلْيَغَيِّرَنَّ خَلْقَ اللَّهِ﴾ (النساء)

”میں انہیں ضرور حکم دوں گا کہ وہ اللہ کی تخلیق کردہ صورت میں تبدیلی کر دیں۔“
 الشیخ صالح الفوزان فرماتے ہیں: بالوں سے کھلواڑ کرنا، چھوٹے کر کے یا ان کو مردوں کے بالوں کے مشابہ کر کے یا ان کی شکلیں بگاڑ کر، بغیر کسی ضرورت کے بالوں کے فطری رنگ کو تبدیل کر کے یہ سب حرکتیں ناجائز ہیں۔

(فتاویٰ برائے خواتین اسلام، ص ۶۶۰)

دوسری جگہ فرماتے ہیں:

بال کی سیاہی کو کسی دوسرے رنگ سے بدلنا جائز نہیں ہے، اس کا کوئی سبب اور محرک نہیں ہے۔ کیونکہ بال کی سیاہی خوب صورتی ہے، سے بد صورتی نہیں کہ اس کو بدلنے کی ضرورت پڑے نیز اس میں کافرہ عورتوں کی مشابہت بھی ہے۔

(فتاویٰ برائے خواتین، ج ۱، ص ۶۷۸)



چہرے کے بال رنگنا

(Bleaching)

دورِ حاضر میں چہرے کے بال رنگنے کا فیشن بھی عام ہے۔ جو یورپی، فلموں میں کام کرنے والی اور ماڈل گرنزی سے پھیلا ہے۔ ایک مسلمان عورت کے لیے بہترین شکل اور رنگ وہی ہے جو خالق نے اسے عطا کیا۔ لہذا مغربی اور فاحشہ عورتوں کے دیکھا دیکھی چہرے کے بال رنگنا بھی درست نہیں۔

محمد عطیہ خمیس لکھتے ہیں: عورت کے لیے ایسی تمام زیب و زینت حرام یا مکروہ ہے جس سے اس کی اصل شکل و صورت جس پر اسے اللہ نے پیدا فرمایا ہے بدل جائے اور دیکھنے والا اس دھوکے میں مبتلا ہو جائے کہ جو کچھ وہ دیکھ رہا ہے یہی اس عورت کی قدرتی شکل و صورت ہے مثلاً چہرے کے زائد بالوں کو نوچنا یا چہرے کو طرح طرح کے رنگوں سے اس طرح رنگنا کہ دیکھنے والوں کو معلوم ہو کہ یہ اصلی سرخی ہے اور عورت کا یہ قدرتی رنگ و روپ ہے۔ شافعی علماء نے اس موضوع پر واضح بات کہی ہے جسے امام نووی نے المجموع میں بیان کیا ہے۔ (فتا النساء، ص ۶۹)

الجنید یب کے مصنف نے لکھا ہے کہ چہرے کو سرخ رنگنا اور بالوں میں سیاہ خضاب لگانا اور انگلیوں کے طرح طرح کے فیشن بنانا درست نہیں۔

(فقہ النساء، ص ۷۰)

مولانا ابوالاعلیٰ مودودی نے تفہیم القرآن سورہ نور کی تفسیر کے تحت عورت کے ممنوع بناؤ سنگھار کا ذکر کرتے ہوئے چھٹی حرام چیز کا ذکر یوں کیا ہے۔ زعفران یا ورس وغیرہ کے مصنوعی اجڑے بل کر چہرے پر مصنوعی رنگ پیدا کرنا۔

(جلد سوم، ص ۳۹۶)

پلاسٹک سر جری کے ذریعے جلد کا رنگ یا شکل تبدیل کرنا:

المرآة المسلمة کے مصنف ابو بکر الجزائری لکھتے ہیں: خاتون اسلام اپنے دانتوں کے درمیان خلا نہ کرائے اور نہ اپنی جلد کو کھرچوائے اور نہ اپنے بال میں دوسرا بال ملائے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام چیزوں سے علاج کرانے کو منع کیا ہے۔ (سنن ابی داؤد)

”نہ اپنی جلد کو کھرچوائے“ سے مراد یہ ہے کہ خاتون پلاسٹک سر جری، لیزر شعاعوں یا کسی بھی اور طریقے سے اپنے چہرے کا رنگ یا جلد تبدیل نہ کرائے۔ مصنف نے دلیل میں حدیث عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہی پیش کی ہے۔

(اردو ترجمہ ”خاتون اسلام“)

ابرو کے بال اکھیرنا

گندہ شستہ صفحات میں جیسا کہ گزر چکا ہے کہ فطری شکل کو تبدیل کرنے والے تمام فیشن نا جائز ہیں۔ جن میں سے ایک بھنوائیں بنانا بھی ہے۔ بھنوائیں بنانے والی عورت اپنے زعم میں اپنی صورت کو خوب صورت بناتی ہے لیکن حقیقت میں اس کی شکل انتہائی بھدی ہو جاتی ہے۔ ایسی عورت کا چہرہ یوں لگتا ہے جیسے کسی کارٹونٹ نے خاکہ اڑانے کے لیے کارٹون بنایا ہو۔ جب بھنوائیں بناتے کچھ عرصہ گزر جائے تو بار بار بھنوائوں کے بال نوچے جانے کی وجہ سے آس پاس کی جلد ابھر آتی ہے۔ اگر بھنوائیں کچھ عرصہ نہ بنائیں جائیں تو ابرو پر اگنے والے بال تخت کھ درے، گھنے اور موٹے ہوتے ہیں نیز اصل جگہ کی بجائے زیادہ جگہ پر پھیل جاتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مبارک میں بھی حسن پرست عورتیں بھنوائوں کے بال بنانے کے لیے کسی ماہر بھنوائیں بنانے والی عورت سے رجوع کرتی تھیں (گویا اس دور میں بھی یوشنزم موجود تھیں) اس کا پتا مندرجہ ذیل روایت سے چلتا ہے۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا:

لَعَنَ اللَّهُ الْوَائِشَاتِ وَالْمُوتَشِمَاتِ وَالْمُتَمَمِّصَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ

لِلْحُسْنِ، الْمَغِيرَاتِ خَلَقَ اللَّهُ.

”اللہ تعالیٰ نے گود نے والیوں اور گود وانے والیوں، چہرے کے بال اکھاڑنے والیوں اور حسن کے لیے دانتوں میں کشادگی کرنے والیوں پر لعنت بھیجی ہے کہ یہ اللہ کی پیدا کی ہوئی صورت میں تبدیلی کرتی ہیں۔“

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ کلام قبیلہ بنی اسد کی ایک عورت کو معلوم ہوا جو ائم یعقوب کے نام سے معروف تھی وہ آئی اور کہا: مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ اس اس طرح کی عورتوں پر لعنت بھیجتے ہیں۔“ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: آخر کیوں نہ میں انہیں لعنت کروں، جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی ہے اور جو کتاب اللہ کے حکم کے مطابق ملعون ہے۔ اس عورت نے کہا: قرآن مجید تو میں نے بھی پڑھا ہے لیکن آپ جو کچھ کہتے ہیں، میں نے اس میں کہیں یہ بات نہیں دیکھی۔ انہوں نے کہا: اگر تم نے قرآن بغور پڑھا ہوتا تو تمہیں ضرور مل جاتا، کیا تم نے یہ نہیں پڑھا کہ ﴿مَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا﴾ (الحشر، ۱۷) ”رسول اللہ جو کچھ تمہیں دیں لے لیا کرو اور جس سے تمہیں روک دیں رک جایا کرو۔“ اس عورت نے کہا پڑھی ہے۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا! رسول اللہ ﷺ نے ان چیزوں سے روکا ہے۔ اس پر اس عورت نے کہا: میرا خیال ہے آپ کی بیوی بھی ایسا کرتی ہیں۔ انہوں نے کہا اچھا جاؤ دیکھ لو۔ وہ عورت گئی اور اس نے دیکھا لیکن اسے اس طرح کی کوئی معیوب چیز ان کے

یہاں نہیں ملی۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا! اگر میری بیوی اس طرح کرتی تو بھلا وہ میرے ساتھ رہ سکتی تھی؟ ہرگز نہیں۔ (بخاری کتاب التفسیر: ۴۸۸۶، صحیح مسلم: ۵۵۳۸، سنن ابی داؤد: ۴۶۶۹، سنن ترمذی: ۲۷۸۱، سنن نسائی: ۵۱۴۱، سنن ابن ماجہ: ۱۹۸۶)

اس روایت سے مندرجہ ذیل باتوں کا پتہ چلتا ہے:

○ مسلمان خواتین کے لیے صحابیات نمونہ تھیں اور وہ انہی کے عمل سے دلیل لیا کرتی تھیں۔

○ مسلمان مرد اپنی بیویوں کو حرام زریب و زینت نہیں کرنے دیتے تھے۔

○ اسلاف کی خواتین دینی مسائل کی خوب تحقیق کیا کرتی تھیں۔

○ خواتین قرآن حکیم کو غور سے تلاوت کرتی تھیں۔

○ جن کاموں سے رسول اللہ ﷺ نے منع کیا ان کاموں سے رکنا ایسے ہی ہے جیسے اللہ کے منع کردہ امور سے رک جانا۔

○ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے قرآن و سنت سے استدلال کر کے بتایا کہ بھنونا بنانے والی عورت پر اللہ کی لعنت ہے۔

○ اُمّ یعقوب شاید کوئی گنجائش تلاش کرنا چاہتی تھیں اسی لیے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی کو دیکھے بغیر کہہ دیا کہ ان میں سے بعض کام تو وہ بھی لرتی ہے جب کہ وہ ایسا کام نہیں کرتی تھیں۔

○ اس دور میں بھی بیونشنز (زیب و زینت کی ماہر) عورتیں موجود تھیں۔ جو حس

کے لیے دانتوں کو کشادہ کرنے، جسم کو گود کر اس میں نیل بھرنے اور ہنٹوؤں کے بال بنانے کا کام کرتی تھیں۔

شوہر کے لیے ابرو کے بال اکھاڑنا:

ایک دو تیز، گھنے ابرو کی وجہ سے بد شکل سمجھی جاتی تھی۔ اس نے دونوں ابرو ایک دوسرے سے منفصل کرنے کی خاطر کچھ بال درمیان سے منڈا لیا اور بقیہ بالوں کو ہکا کر لیا تاکہ اس کے شوہر کو وہ بھلی لگے کیا ایسا کرنا درست ہے۔ سعودی عرب کی دائمی افتاء کمیٹی نے جواب دیا: ابرو کا منڈانا یا ہکا کرنا جائز نہیں۔ یہی غص (بال اکھاڑنا) ہے جس کے انجام دینے والی اور اس فعل کو کروانے والی پر لعنت کی گئی ہے۔ لہذا تم پر واجب ہے کہ جو کچھ اب تک ہو اس پر استغفار کرو اور آئندہ ایسی حرکت سے پرہیز کرو۔ (فتاویٰ برائے خواتین اسلام، ص ۶۴۳)

دونوں ابرو کے درمیان والے بال اکھاڑنا:

مولانا عبدالمالک ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں: ابروؤں کے درمیان والے بال کیمیکل سے صاف کر دینا یا استرے سے منڈوانا جائز نہیں ہے۔

(ترجمان القرآن، اگست 2001ء)

شیخ صالح الفوزان فرماتے ہیں: مسلمان عورت پر دونوں ابروؤں کے تمام بالوں یا بعض بالوں کو زائل کرنا حرام ہے، خواہ اس کے لیے کوئی وسیلہ یا طریقہ

اختیار کیا جائے، منڈوایا جائے یا چھوٹا کروایا جائے یا کل اور جزا برو کو زائل کرنے والے مادہ کا استعمال کیا جائے۔ کیونکہ یہی نمص ہے جسے انجام دینے والی پر لعنت کی گئی ہے۔ نبی ﷺ نے نامصہ اور مٹنمصہ پر لعنت فرمائی ہے۔ نامصہ وہ عورت جو اپنے گمان کے مطابق زینت کی خاطر ابرو کے بعض یا تمام بالوں کو زائل کرتی ہے اور مٹمصہ وہ عورت ہے جس کے ساتھ یہ فعل کیا جاتا ہے۔ اور یہ اللہ کی خلقت کو تبدیل کرنا ہے۔ جس کا بنی آدم کو حکم دینے کا شیطان نے ذمہ لے رکھا ہے۔ جیسا کہ اس سلسلہ میں اللہ نے شیطان کی حکایت بیان فرمائی:

﴿وَلَا مَرَنَّهُمْ فَلْيَغْمِرَنَّ خَلْقَ اللَّهِ﴾ (النساء: ۱۱۹)

اور میں ضرور (بنی آدم) سے کہوں گا کہ وہ اللہ کی بنائی ہوئی صورت کو بگاڑ دیں۔“

اور صحیح مسلم میں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت بھی ہے۔ اس کے بعد پوری حدیث بیان کی ہے۔ (فتاویٰ برائے خواتین اسلام، ص ۶۵۳)

مجبوری:

الشیخ صالح العثیمین فرماتے ہیں: ابرو پر بال بہت زیادہ ہوں جو آنکھ تک اٹکتے ہوں اور دیکھنے میں حارج ہوتے ہوں تو جس حد تک اس میں ایذا اور تکلیف ہے، اس حد تک اس کے ازالہ میں کوئی ہرج نہیں۔ (فتاویٰ برائے خواتین اسلام، ص ۶۵۳)

چہرے کے بال اکھیڑنا

ابرو کے بال اکھیڑنے کے ضمن میں جو حدیث نقل کی گئی ہے اس میں عربی زبان کا لفظ ”متممصات“ آیا ہے، جس کا مطلب بعض لوگوں نے ابرو کے بال اکھیڑنا لیا ہے، لیکن بہت سے علماء نے اس سے چہرے کے تمام بال اکھیڑنا مراد لیا ہے اور بعض نے اس میں جسم کے بال اکھیڑنا بھی شامل سمجھا ہے۔

(مولانا ثناء اللہ مدنی کہتے ہیں عورت کے لیے چہرے سے بال اکھیڑنا درست نہیں۔ ہاں البتہ چہرے کے بگاڑ کے خدشے کی وجہ سے باہر مجبوری تھریڈنگ کا جواز ممکن ہے ورنہ عام حالات میں اس سے احتراز ضروری ہے۔

(الاعتصام، جلد ۵۳، جمادی الاولیٰ ۱۴۲۲ھ)

○ شیخ عبدالعزیز بن باز کہتے ہیں: حدیث ہے:

لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ النَّامِصَةَ وَالْمُتَمِّصَةَ.

(رسول اللہ ﷺ نے ابروؤں کے بالوں کو اکھاڑنے والی اور اکھڑوانے والی

پر لعنت کی ہے۔) اور نمص چہرہ اور ابرو دونوں کے بال لینے اور اکھاڑنے کو کہتے

ہیں۔

○ الشیخ صالح العثیمین: نمص (بال اکھاڑنا) بال کی ہر اس تفسیر کو شامل ہے جس کے ازالہ کا حکم اللہ تعالیٰ نے نہیں دیا بشرطیکہ وہ چہرے میں ہوں۔

○ امام ابن حجر عسقلانی: ان احادیث میں ایسے آدمی کے لیے دلیل ہے جو کہتا ہے کہ بالوں میں وگ لگانا، جسم گود کر نیل بھرنا اور چہرے کے بال نوچنا فاعل اور مفعول دونوں پر حرام ہیں۔ اس لیے کہ لَفْظُ لَعْنِ کی دلالتِ حرمت (حرام ہونے) پر قوی ترین دلائل میں سے ہے۔

(فتح الباری ۱۰/۳۷۷، بحوالہ آپ کے مسائل مبشر احمد ربانی، ص ۵۴۷)

○ مولانا مبشر احمد ربانی: عورت کا چہرے اور ابرو کے بال اتارنا حرام ہے۔

○ مولانا ابوالاعلیٰ مودودی: اس زمانے میں جس قسم کے بناؤ سنگھار عورتوں میں رائج تھے ان میں سے حسب ذیل چیزوں کو آپؐ نے قابلِ لعنت اور سببِ ہلاکت قرار دیا۔ اپنے بالوں میں دوسرے بال ملا کر ان کو زیادہ لمبا اور گھنا دکھانے کی کوشش کرنا، جسم کے مختلف حصوں کو گودنا اور مصنوعی تل بنانا، بال اکھاڑ اکھاڑ کر بھنویں خاص وضع کی بنانا اور روئیں نوچ نوچ کر منہ صاف کرنا، دانتوں کو گھس گھس کر باریک بنانا یا دانتوں کے درمیان مصنوعی خلا پیدا کرنا، زعفران یا ورس وغیرہ کے مصنوعی اُبٹے مل کر چہرے پر مصنوعی رنگ پیدا کرنا۔

(تفسیر سورہ نور، تفہیم القرآن جلد سوم، ص ۳۹۶)

○ مولانا سیف اللہ خالد رحمانی فاضل دیوبند نے بھی بھنویں باریک کرنے کو امر

ممنوع بیان کرتے ہوئے ترجمہ میں ”چہرے کے بال نوچنے والی اور اس کام میں مدد لینے والی عورت“ ہی کیا ہے۔ (جدید فقہی مسائل، ص: ۱۷۸)

○ مولانا وحید الزماں حیدر آبادی نے صحیح مسلم کے ترجمہ میں مولانا محمد داؤد راز اور عبدالرشید تونسوی نے اللؤلؤ والمرجان جلد دوم، ص ۲۲۱ میں محمد اقبال کیلانی نے اپنی کتاب ”نکاح کے مسائل“ ص ۱۱۵ میں بھی ”چہرے کے بال اکھاڑنے والیاں“ ہی کا ترجمہ اختیار کیا ہے۔

عورت کے داڑھی یا مونچھ کے بال اُگ آنا:

اگر عورت کے منہ پر لمبے اور بھدے بال اُگ آئیں یا داڑھی اور مونچھوں کی جگہ پر نمایاں اور بڑے بال ہوں تو انہیں اکھیڑنے یا مونڈنے کا جواز ہے۔

○ امام طبرہائی فرماتے ہیں کہ عورت زیب و زینت اور حسن کی خاطر اپنی خلقت میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں کر سکتی۔ ہاں البتہ دانت زائد یا لمبا ہے یا زائد انگلی دکھ کا سبب ہے تو ان کا ازالہ جائز ہے۔

○ امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ خاص (بال اکھاڑنا) سے یہ مستثنیٰ ہے کہ عورت کو داڑھی مونچھ یا بچہ داڑھی اُگے تو اس کا ازالہ حرام نہیں بلکہ مستحب ہے۔

○ حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ یہ فعل (یعنی بچہ داڑھی یا مونچھ اکھیڑنا) خاوند کی اجازت اور اس کے علم سے ہونا چاہیے بصورت دیگر دھوکہ دہی کی بنا پر ممنوع ہے۔

(فتح الباری ۹۰/۳۷۸)

○ اگر کوئی بال زائد ہو جس سے صورت و خلقت میں خرابی اور بدنمائی معلوم ہوتی ہو جیسے مونچھ اور داڑھی تو اس کو لینے اور زائل کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے اس لیے کہ وہ خلقت کو بدنما کرتا اور ضرر پہنچاتا ہے۔ (فتاویٰ خواتین اسلام، ص ۶۵۲)

خبردار:

بعض عورتوں کے مونچھوں کی جگہ پر ہلکے ہلکے سرمئی رنگ کے بال ہوتے ہیں اور بعض کے اتنے معمولی کہ غور سے دیکھے بغیر نظر ہی نہیں آتے اور بعض کے گہرے کالے رنگ کے نظر آتے ہیں۔ ہلکے سرمئی رنگ کے بال معمولی بال ہیں لیکن فیشن کا سہارا لینے والی عورتیں انہیں مردوں سے مشابہ قرار دے کر نوچ ڈالتی ہیں۔ دراصل مردوں کی مونچھ سے مشابہ وہی بال ہیں جو آٹھ دس فٹ دور کھڑے شخص کو بھی گہرے کالے نظر آئیں۔ عورت کے لیے ان کا ازالہ کرنا درست ہے۔

کسی موہکے یا تل میں بال اگ آئیں یا چہرے کی کسی اور جگہ پر لمبے بال (روئیں نہیں) مردوں کی داڑھی مونچھ کے مشابہ ہوں تو انہیں نوچنا، مونڈنا یا جڑ سے کاٹنا جائز ہے بلکہ اس کا ازالہ کر دینا چاہیے تاکہ مردانہ مشابہت سے بچ سکیں۔



جسم کے بال صاف کرنا

جسم پر بال انسان کی اس قدر ترقی شکل و صورت کا ایک حصہ ہیں جسے رب کریم نے احسن تقویم فرمایا ہے۔ ان بالوں کو اللہ تعالیٰ نے ایک خاص حد کے اندر رکھا ہے۔ اگر یہ اس حد سے بڑھ جاتے تو انسان جانور کے مشابہ ہو جاتا۔

انسانی جسم پر یہ ننھے ننھے روئیں اس کے انسانی مخلوق ہونے کے شاہد ہیں۔ یہ نہ ہوتے تو انسان کی مشابہت حوروں سے ہو جاتی جو صرف جنتی زندگی کا خاصہ ہے۔

اس جہان خاکی کے طبعی خواص کا مقابلہ انسان بالوں سمیت ہی کر سکتا ہے، حوروں جیسی بے بال مخلوق نہیں کر سکتی۔ جس طرح زمین کو کٹاؤ سے بچانے کے لیے درختوں کا ہونا ضروری ہے، اسی طرح انسانی جلد کے مسامات کی حفاظت کے لیے یہ بال ناگزیر ہیں۔ میل کچیل اور گرد و غبار کو یہ بال خود دیوار بن کر روک لیتے ہیں۔ نیز سخت گرمی اور سخت سردی کے اثرات کو بھی کافی حد تک کم کرنے کا باعث ہیں۔ گویا یہ ہماری جلد کے قدرتی پہرے دار ہیں۔

اللہ کی تخلیق میں تبدیلی:

بعض علماء نے یہ موقف اختیار کیا ہے کہ جسم کے بال صاف کرنا تَغْيِيرِ لِحْلُقِ اللّٰہ (اللہ کی بنائی ہوئی شکل و صورت میں تبدیلی) ہے۔ جس کے بارے میں شیطان نے رب کریم سے کہا تھا کہ میں انسانوں کو ایسا کرنے کا حکم دوں گا۔

(فتاویٰ برائے خواتین اسلام، ص ۶۵۴)

دورِ حاضر کے بعض علماء کا کہنا ہے کہ جس حدیث میں بال اکھیرنے والیوں اور بال اکھاڑنے والیوں پر لعنت کی گئی ہے۔ اس لفظ کے معانی میں صرف ابرو کے بال شامل ہیں، چہرے اور جسم کے بال اس میں شامل نہیں ہیں۔ جب کہ حقیقت یہ ہے کہ اس کا مطلب جسم کے روئیں بھی علماء نے ہی بیان کیا ہے۔ جلیل القدر صحابی عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے نمص کا مطلب یہی لیا ہے۔ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی فقہ پر کام کرنے والے محقق اور فقہ اسلامی کے ماہر محمد رواں قلعجی ”فقہ عبد اللہ بن مسعود“ میں لکھتے ہیں:

نمص: بال اکھاڑنا۔

تعریف: چہرہ یا جسم کے چھوٹے چھوٹے بالوں کو اکھاڑنا نمص کہلاتا ہے۔

اس کا حکم: عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بڑی سختی سے جسم سے چھوٹے چھوٹے بالوں کو اکھاڑنے سے روکتے تھے، چاہے وہ مرد ہو یا عورت۔ مرد کو اس لیے روکتے تھے کہ اس میں تحنث (بیجو اپن) پایا جاتا ہے اور عورت کو اس لیے روکتے تھے کہ اس

نفل۔ زیب و زینت مطلوب ہوتی ہے جو فطری حد سے متجاوز ہوتی ہے۔ نیز اس سے اللہ کی بنائی ہوئی شکل کی طبعی صورت بگڑ جاتی ہے۔ اس لیے کہ اللہ نے انسانوں کو پیدا فرمایا اور ان کے جسموں پر جلد کی چادر کی تہ چڑھا دی جسے چھوٹے چھوٹے نرم نرم بال ڈھانپے ہوئے ہیں۔ اس کا فائدہ اللہ کے علم میں ہے یا اہل علم اطباء اس سے واقف ہیں۔ زیب و زینت میں اتنی انتہا پسندی اور غلو کہ جلد کو ڈھانپنے والے بال بھی اکھیڑ ڈالے جائیں، درحقیقت اللہ کی خلقت کی طبعی صورت بگاڑنے کے مترادف ہے۔ (اس کی بعد وہ حدیث نقل کی ہے جس میں ایک عورت نے عبد اللہ بن مسعود سے کہا تھا کہ میں نے پورا قرآن پڑھا لیکن کہیں یہ نہیں ملا کہ اللہ نے زینت کے لیے فلاں فلاں کام کرنے والی عورتوں پر لعنت کی ہے)

(فقہ عبد اللہ بن مسعود، ص: ۱۷۵، اردو ترجمہ مطبوعہ معارف اسلامی لاہور)

مولانا ثناء اللہ مدنی پنڈلیوں اور بازو وغیرہ کے بال صاف کرنے کے متعلق کہتے ہیں: اس طرح کا عمل کرنا خلاف شریعت ہے بلکہ صحیح احادیث میں اس کی مرتکب عورتوں پر لعنت کی گئی ہے۔ یہ حکم عام ہے چہرے (یا ابرو) کے ساتھ مخصوص نہیں، چہرے کا ذکر غالبی ہے بطور قید نہیں لہذا پنڈلیاں اور بازو سب اس میں شامل ہیں۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو آداب الزفاف، از علامہ البانی "زینۃ المرأة والتجمل" (مطبوعہ "الاعتصام" جلد ۵۲، ۲۷ شعبان ۱۴۲۱ھ)

الشیخ عبد اللہ بن عبد الرحمن الجبرین فرماتے ہیں: عورت کا بیوٹی پارلر میں جانا

تاکہ جسم کے بال صاف کرائے اور اس سلسلے میں یہاں تک نوبت آچکی ہے کہ عورتیں بال صاف کرانے کے لیے جسم کے وہ حصے تک ننگے کر دیتی ہیں، جنہیں شوہر کے سوا کسی کو دیکھنا جائز نہیں (حرام ہے)۔

(خواتین سے سر زد ہونے والی پچاس دینی خلاف ورزیاں، مطبوعہ ماہنامہ ”محدث“ نومبر ۲۰۰۰ء)

الشیخ محمد بن صالح العثیمین فرماتے ہیں: اگر بہت زیادہ بال ہوں تو ان کے ازالہ میں کوئی حرج نہیں کیونکہ وہ بد نمائی کا ذریعہ ہیں۔ اگر معمولی ہوں تو بعض اہل علم نے فرمایا ہے کہ انہیں زائل نہیں کیا جاسکتا کیونکہ ان کا ازالہ اللہ کی تخلیق کو بدلنے سے تعلق رکھتا ہے اور بعض اہل علم نے جواز کا فتویٰ دیا ہے۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے: ”جس چیز سے اللہ نے سکوت فرمایا ہے وہ قابلِ معافی ہے۔“ یعنی نہ وہ تم پر لازم ہے نہ حرام۔ علماء نے فرمایا ہے کہ بال تین طرح کے ہیں۔

(۱) جن بالوں کو شریعت نے حرام کیا ہے وہ نہ لیے جائیں، مرد کی داڑھی اور مرد و زن کے ابرو کے بال۔

(۲) جن کا ازالہ مطلوب ہے ان کو زائل کیا جائے، موئے بغل، زیر ناف اور مرد کے لیے مونچھ۔

(۳) جن سے شریعت نے سکوت کیا ہے وہ قابلِ معافی ہیں ان کا معاملہ انسان کے ارادہ و اختیار پر موقوف ہے، چاہے تو باقی رکھے، چاہے تو زائل کرے۔

(فتاویٰ برائے خواتین اسلام، ص ۶۵۴)

پاکستان میں اس وقت بعض معلمات غیر ضروری بال کہہ کر انہیں صاف کرنے کا جواز ثابت کرنے کے لیے پیش پیش ہیں۔ مگر جسم کے بال صاف کرنے میں بہت سی قباحتیں ہیں جن کا ذکر اگلی سطور میں آ رہا ہے۔

کیا یہ غیر ضروری بال ہیں:

اللہ تعالیٰ نے دنیا کی کوئی چیز بھی بے مقصد اور غیر ضروری پیدا نہیں کی۔ اس نے اپنی کائنات کی سب سے زیادہ باعزت، خوب صورت، باوقار تخلیق انسان کے جسم میں جو کچھ بنایا وہ سب اس کے جسم کی ضرورت ہے۔

غیر ضروری تو زیر ناف اور بغل کے بال بھی نہیں ہیں، انہی سے کسی انسان کی بلوغت کا پتا چلتا ہے۔ نیز انسان کے توالد و تناسل سے ان کے بالوں کا بہت گہرا تعلق ہے۔ بات صرف اتنی ہے کہ حکمتِ الہیہ یہی ہے کہ ان بالوں کا ازالہ کر دیا جائے۔ جب کہ جسم کے بالوں سے متعلق ہمیں ایسا کوئی حکم نہیں دیا گیا لہذا جسم کے بالوں کو غیر ضروری کہنا ہی غلط ہے۔ یہ بال بہت ضروری ہیں۔

قرآن حکیم میں ارشاد ہے:

﴿اللَّهُ نَزَّلَ أَحْسَنَ الْحَدِيثِ كِتَابًا مُتَشَابِهًا مَّثَانِيَ تَقْشَعُرُّ مِنْهُ جُلُودُ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ثُمَّ تَلِينُ جُلُودُهُمْ وَقُلُوبُهُمْ إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ ۚ ذَٰلِكَ هُدَىٰ اللَّهِ يَهْدِي بِهِ مَن يَشَاءُ ۚ وَمَن يُضْلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِن هَادٍ﴾ (الزمر: ۲۲)

﴿اللَّهُ نَزَّلَ أَحْسَنَ الْحَدِيثِ كِتَابًا مُتَشَابِهًا مَّثَانِيَ تَقْشَعُرُّ مِنْهُ جُلُودُ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ثُمَّ تَلِينُ جُلُودُهُمْ وَقُلُوبُهُمْ إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ ۚ ذَٰلِكَ هُدَىٰ اللَّهِ يَهْدِي بِهِ مَن يَشَاءُ ۚ وَمَن يُضْلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِن هَادٍ﴾ (الزمر: ۲۲)

”اللہ نے بہترین کلام اتارا، ایک ایسی کتاب ہے جس کے تمام اجزاء ہم رنگ ہیں اور جس میں بار بار مضامین دہرائے گئے ہیں۔ اسے سن کر لوگوں کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں جو اپنے رب سے ڈرنے والے ہیں اور پھر ان کے جسم اور ان کے دل نرم ہو کر اللہ کے ذکر کی طرف راغب ہو جاتے ہیں یہ اللہ کی ہدایت ہے جس سے وہ راہِ راست پر لے آتا ہے جسے چاہتا ہے اور جسے اللہ ہی ہدایت نہ دے، اس کے لیے پھر کوئی ہادی نہیں۔“

دلوں اور جسموں پر کلامِ الہی کی قوتِ تاثیر کا سب سے اہم پہلو جسم کے رونگٹے کھڑے ہونا بتایا گیا۔ سبحان اللہ! جسم کے وہ بال جنہیں رب کریم نے قلبِ مومن کے خشوع و خضوع کی کیفیت کے ترجمان قرار دیا ہے ان کے متعلق ایک متقیہ اور مومنہ عورت یہ کیسے سوچ سکتی ہے کہ وہ غیر ضروری بال ہیں۔ ایک مسلمان کے ایمان و تقویٰ اور خشوع و خضوع کی تمام علامات تو اس قابل ہیں کہ ان سے محبت کی جائے ان کو مستقل شریکِ مجلس رکھا جائے، ان سے دوستی رکھی جائے، نہ یہ کہ انہیں نفرت سے غیر ضروری کہہ کر پیچھا چھڑایا جائے۔

فاحشہ عورتوں کی نقالی:

دورِ حاضر میں جسم کے بالوں کو غیر ضروری کہہ کر صاف کرنے اور کروانے کا کام ماڈل گرل، فلمی عورتیں اور ان کی تقلید کرنے والی لڑکیاں اور عورتیں کر رہی ہیں نیز جسم کے بال صاف کرنے کا فیشیو یورپ ہی سے وارد ہوا ہے۔ مسلم خواتین میں

یہ رواج دورِ اول سے لے کر کسی بھی زمانے میں نہیں رہا۔

امہات المؤمنین، صحابیات اور تابعیات جو ہمارے دین کے خیر القرون (بہترین دور) کی نمائندہ منتخب اور نمونہ ہیں انہوں نے کبھی اپنے جسم کے بال صاف کیے نہ کروائے۔ ام یعقوب نامی ایک خاتون نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ بھنویں بنانے، وابت کشادہ کرنے، بال میں جوڑ لگانے اور لگوانے، جسم گودنے اور گدوانے سے منع کرتے ہیں، آپ کی بیوی تو یہ سب کام کرتی ہے۔ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا! جاؤ جا کر دیکھ لو۔ ام یعقوب نے آپ کی بیوی کو ان کے گھر جا کر غور سے دیکھا اور پھر آ کر آپ سے کہا! وہ تو ان میں سے کوئی کام نہیں کرتی۔

معلوم ہوا کہ اس وقت کی خواتین کے لیے نمونہ صحابیات تھیں اور وہ اپنے مسائل کی تحقیق کے لیے صحابیات کے طرزِ عمل کو معیار ٹھہراتی تھیں۔ اور آج ایک سچی مسلمان خاتون کے ایمانی جذبے اور تقویٰ کا تقاضا بھی یہی ہے کہ وہ صحابیات کو اپنے لیے نمونہ بنائے نہ کہ فاحشہ ماڈل گرل وغیرہ کو۔

ایسا کر لیں تو کیا ہرج ہے؟

کہا جاتا ہے کہ خوب صورتی کے لیے عورت اگر ایسا کر لے تو کیا ہرج ہے؟
خوب صورتی کا اصل مرکز چہرہ ہوتا ہے اور چہرے کی خوب صورتی اور صنفی کشش کا مرکزی حصہ آنکھیں۔ دنیا کی ہر زبان کے شعروادب، غزل و تشبیب،

پڑھ کر دیکھ لیجیے، نسوانی حسن پر جان چھڑکنے والوں کے خیالات معلوم کیجیے۔ باقی اعضاء کے مقابلے میں دل کے ساتھ ساتھ آنکھ کا ذکر سب سے زیادہ ملے گا کیونکہ مرد و عورت کے چہرے سے سرور حاصل کرتا ہے گو عورت ہنسنے کے پورے جسم میں اس کے لیے کشش رکھ دی گئی ہے۔ جب چہرے کے مرکزی حصے آنکھ کی تراش خراش ممنوع قرار دے دی گئی تو پھر جسم کے دیگر اعضاء جو عموماً مخفی رہتے ہیں ان کے بال صاف کر کے زینت حاصل کرنا چہ معنی؟

جسم کو اذیت دینے کا باعث:

جسم کے بال صاف کرانے کے لیے خاصی تکلیف سے گزرنا پڑتا ہے اور یہ تکلیف تقریباً ہر پندرہ دن بعد اٹھانا پڑتی ہے۔ کیونکہ بال دوبارہ نمودار ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے:

﴿وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ﴾ (ابنہ: ۱۹۵)

”اور اپنے کو اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ ڈالو“۔

بیوٹی پارلر پر جانا حرام امور میں شرکت ہے:

جو خواتین بال صاف کرانے کے لیے بیوٹی پارلر کا رخ کرتی ہیں وہ ایک ایسے مرکز پر جاتی ہیں جہاں ایک نہیں بیسیوں حرام کام ہوتے اور ان حرام کاموں پر قیمت بھی وصول کی جاتی ہے۔ بیوٹی پارلر پر جانا ہر حرام میں شرکت اور تعاون ہے

جب کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے منع کیا ہے، حکم ہے:

﴿وَلَا تَعَاوُنُوا عَلَىٰ الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾ (المائدہ: ۲۰)

”گناہ اور زیادتی میں ایک دوسرے کی مدد نہ کرو۔“

بے حیائی:

جسم کے بال صاف کرنا بے حیائی اور بے پردگی کا سبب ہے کیونکہ بال اتروانے کے لیے ہر بار کسی عورت کے سامنے جسم ننگا کرنا پڑتا ہے حالانکہ شریعت نے صرف مجبوری کے تحت صرف اتنا قابلِ ستر حصہ ننگا کرنے کی اجازت دی ہے جس کا علاج کرنا مقصود ہو۔ جسم کے بال اتروانا ایک لایعنی شوق ہے۔ بعض عورتیں کہتی ہیں کہ عورت کا ستر عورت کے سامنے صرف ناف سے گھٹنے تک ہے، بازو اور ٹانگیں شامل نہیں ہیں۔

حیا ایک ایسا وصف ہے جو کسی شخص میں جتنا زیادہ ہوتا ہے وہ قابلِ تحسین ہے۔ عورت کا عام حالت میں عورت کے سامنے پورا جسم ستر ہے۔ ہاتھ، پیر، چہرہ، سر کے بال ستر میں شامل نہیں۔ البتہ ضرورت کے وقت جسم کے دوسرے حصے عورتوں کے سامنے ننگا کر لینے کی اجازت ہے۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے: عورت کا لباس) مومن عورت کے لیے حجاب سے جن لوگوں کو مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے، اس میں صرف وہ عورتیں شامل ہیں جو اہل ایمان میں سے ہوں۔ دورِ حاضر کی بیوٹی پارلر چلانے والی عورتیں اہل ایمان کی عورتوں میں شامل نہیں ہیں، لہذا ان کے سامنے

پردہ کیا جائے گا۔ اپنا جسم نگاہیں کیا جائے گا۔ (دیکھیے سورہ نور)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی عورت کسی عورت سے ایسا خلا ملانہ کرے کہ اس کی خوبصورتی وہ عورت اپنے شوہر سے اس طرح بیان کر دے کہ گویا وہ اسے دیکھ رہا ہے۔ (بخاری، کتاب النکاح: ۵۲۳۰۔ ترمذی، باب ماجاء فی مباحثۃ المرأة المرأة)

دور حاضر میں بال اتارنے کا کام جس عورت سے بھی کروایا جائے گا اس کے متعلق یہ ضمانت کون دے سکتا ہے کہ وہ بال اتروانے والی عورت کے جسمانی محاسن سے واقف نہیں ہوگی اور کسی دوسرے مرد یا عورت کے سامنے بیان کرنے سے اجتناب کرے گی۔ جسم سے بال صاف کرنے کا فیشن اب یہاں تک بڑھ چکا ہے کہ عورتیں گھر گھر میں خدمات انجام دینے کے لیے پہنچ جاتی ہیں۔ گھریلو ملازمہ قسم کی عورتوں سے بھی یہ کام کروایا جا رہا ہے، نیز اس میں ستر اور بے ستری کی اکثر بھی حدود توڑی جا رہی ہیں۔ جب تک جسم کے بال اتارنے کے رواج اور جواز (کہنے والوں) کا دروازہ بند تھا الحمد للہ کافی حد تک مسلمان خواتین میں حیاباقتی تھی لیکن اب مسلمان عورتیں، اس دوڑ میں مغربی عورتوں کا مقابلہ کرتی نظر آتی ہیں۔

کیا شوہر کے لیے ایسا کر سکتے ہیں؟

دور حاضر میں عورتوں کی اکثریت کے پاس جسم کے بال صاف کرنے کا ایک ہی جواز ہے کہ ان کا شوہر ایسا چاہتا ہے۔ دیکھنا یہ ہے کہ اس کو یہ سوچ کہاں سے ملی؟

اس بے پردہ، بے حیا، آبرو باختہ فلم ایکٹرس یا ماڈل گرل سے جو دوسرے مردوں کو اپنی طرف مائل کرنے کے لیے بازو، ٹانگیں، گردن، گلا، اور سر ہنگے کر کے اپنے جسم کی ملائمت، نرمی اور خوب صورتی کو بڑھاتی اور اس کی سکوں کی صورت قیمت وصول کرتی ہے..... یا یہ اس صنعت کار، تاجر، دکان دار، کریم و عطریات اور لوٹن بیچنے والے سے سوچ لی گئی ہے جو نئی مصنوعات سامنے لاتا اور ساتھ نمونے کی لڑکیاں (ماڈل گرل) بھی دکھاتا ہے۔ جو مرد اللہ کی طرف متوجہ رہتا ہے، جس کا دل مومن اور آنکھ اللہ سے ڈرنے والی ہے، جس کو اللہ کے احکامات پر چلنے کا پاس ہے، جسے آخرت کے گھر کو خریدنے، بنانے اور سنوارنے کی فکر رہتی ہے اس کو یہ فرصت ہی کہاں کہ وہ یہ دیکھتا پھرے کہ اس کی بیوی کے کن حصوں پر کیسے اور کتنے لمبے بال ہیں؟ کیا صحابہ میں سے کسی کا بھی اس بارے میں کوئی اشارہ یا جملہ ملتا ہے کہ ان کی بیویاں ہر وقت ان کے لیے بنتی سنورتی اور بناؤ سنگھار کی مختلف ترکیبیں ہی سوچتی اور بیوٹی پارلوں پر جا جا کر وقت اور پیسہ ضائع کرتی رہیں۔ ان کی بیویاں اپنے آپ کو اپنے شوہر کے لیے صاف ستھرا، دلکش اور زیب و زینت سے آراستہ ضرور کرتی تھیں لیکن صرف اس قدر کہ ان کی صورت کسی قدر بھلی لگے نہ یہ کہ جسم کا رنگ، بال اور ساخت ہی بدل دی جائے۔

چلیے! بیوی نے شوہر کو خوش کرنے کے لیے یہ سب کیا، لیکن کیا مرد بے قصور

ہے؟

جی نہیں! اللہ نے اس کو آنکھیں اس لیے نہیں دیں کہ وہ غیر عورت کی پنڈلیاں اور بازو گھور گھور کر دیکھے۔ اچانک نظر تو پڑ ہی جاتی ہے، اور اچانک نظر کو فوراً ہٹا لینے اور جان بوجھ کر نہ دیکھنے کا حکم کیا گیا ہے لیکن شوہر نے اتنی گہری نظر سے غیر عورت کو دیکھا کہ وہ جان گیا کہ اس کو گوری گوری ملائم بانہوں کے حسن کا کمال کوئی بال صفا پاؤں..... یارنگ گورا کرنے والی کریم ہے؟

کیا یہ سلسلہ یہیں رک جائے گا۔ آج اس نے بیوی سے جسم کے بال اتارنے کے لیے کہا ہے، کل وہ ان ماڈل گرل کی طرح نقاب اتار کر جسم کو برہنہ کر دینے کا بھی کہہ سکتا ہے۔ کیونکہ اس شوہر کے لیے نمونہ بے حیا، برہنہ جسم ماڈل گرل، فلمی عورت یا اسی قبیل کی عورتیں ہیں..... صحابیات و تابعیات اس کے لیے نمونہ نہیں۔ اگر اس کے لیے نمونہ امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن اور صحابیات ہوتیں تو وہ بیوی کو بار بار یہ ترغیب دیتا کہ ان جیسا ایمانی جذبہ، ان جیسا حسن عمل، ان کی طرح کا جمال حیا، ان جیسا حسن سیرت اور ان جیسا حسن صورت اختیار کرو۔ سر سے پیر تک اپنی زینت چھپا لو اور اتنی ہی بیرونی زینت سے مدد لو جتنی صحابیات اپنے شوہروں کے لیے کرتی رہی ہیں۔

کیا بیوی کے بال صاف کرنے کے بعد شوہر نے فلمی عورتوں، ماڈل گرل یا

سڑکوں پر چلنے والی برہنہ عورتوں کو دیکھنے سے اپنی نظر بچالی ہے؟ اب وہ واقعی اپنی بیوی کا پہلے سے کہیں زیادہ فریفتہ ہو گیا ہے۔ اس نے رومانوی افسانے، اشعار اور بے حیائی پر ابھارنے والے تصویری مناظر یا ایسی جگہوں پر جانا بند کر دیا ہے۔

اگر مرد اشتہاری لڑکیوں اور جملوں سے متاثر ہوتے ہیں تو یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ آج کا مرد لائق لگ ہے، ہر غلطی سے متاثر ہو جانے والا، جو تشہیر اس کے سامنے آئے گی وہ اس سے متاثر ہو جائے گا۔ اتنے کچے ایمان اور کچی عادات کہ ایک بے ہودہ سی لڑکی کی شکل یا تصویر دیکھ کر وہ اپنی سوچ بدل لیتا ہے۔ ایسا مرد میدان جنگ میں بندوق کیا چلائے گا، مجاہدانہ جوہر کیسے دکھائے گا؟ دشمن بھی چاہتا ہے کہ اسے حسن پرستی کے شکنجے میں کس دیا جائے۔ اسے عورت، رقص اور موسیقی کا رسیا بنا دیا جائے تاکہ یہ بزدل ہو جائے اور باطل کو اس سے کوئی خطرہ نہیں رہے۔

بعض خواتین یہ حوالہ دیتی ہیں کہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کسی عورت نے کہا، کیا میں اپنے شوہر کے لیے جسم کے بال اتار سکتی ہوں؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ جسم کا میل ہے اسے دور کرو۔ امام ابن حجر نے فتح الباری میں یہ قول نقل کیا ہے لیکن یہ ضعیف ہے۔ لہذا اس سے استدلال کرنا درست نہیں جب کہ جسم سے بال نہ اتارنے کے سلسلے میں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی صحیح حدیث کی روشنی میں رائے موجود ہے۔

زیر ناف اور بغل کے بالوں کا ازالہ

زیر ناف اور بغل کے بالوں کا ازالہ کرنا مرد اور عورت دونوں پر شریعت نے لازم قرار دیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

الْفِطْرَةُ خُمْسُ الْحِجَتَيْنِ وَقَصُّ الشَّارِبِ وَقَلَمُ الظُّفْرِ وَنَتْفُ الْإِيطِ وَحَلْقُ الْعَانَةِ.

”پانچ چیزیں فطرت سے تعلق رکھتی ہیں (۱) ختنہ کرنا (۲) مونچھ کو چھوٹا کرنا (۳) ناخن تراشنا (۴) بغل کے بال اکھاڑنا (۵) زیر ناف بال مونڈھنا۔

(مسلم، کتاب الطہارہ)

کتنے دن بعد ازالہ کیا جائے:

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے لیے مونچھ کو چھوٹا کرنے، ناخن تراشنے، بغل کے بال اکھاڑنے اور زیر ناف بال مونڈھنے کی مدت مقرر کی گئی ہے کہ ہم ان چیزوں کو چالیس راتوں سے زیادہ نہ چھوڑیں۔

(مسلم، کتاب الطہارہ، باب خصال الفطرہ)

علماء کہتے ہیں کہ جس شخص نے ان امور میں چالیس دن سے زیادہ تاخیر کی ان کا یہ فعل خلاف سنت شمار ہوگا۔ ڈاکٹر صالح الفوزان کہتے ہیں: بہتر یہ ہے کہ ہر ہفتہ یہ عمل سرانجام دیا جائے ورنہ چالیس روز سے زیادہ تاخیر نہ کی جائے۔

(ہفت روزہ الاعتصام، ۲۹ محرم ۱۴۱۳ھ)

یاد رہے کہ چالیس دن زیادہ سے زیادہ مدت ہے، اس سے کم دن کا وقفہ کرنا انسان کی اپنی ضرورت یا مرضی پر منحصر ہے۔ جمعہ مسلمانوں کے لیے غسل کرنے اور صاف ستھرا لباس پہننے کا دن ہے۔ سب سے بہتر یہ ہے کہ جمعہ کو بال سنوارے جائیں۔ زیر ناف اور بغل کے بال صاف کیے جائیں۔ ناخن تراشے جائیں۔ نبی اکرم ﷺ کے دور مبارک سے لے کر آج تک امت کے علماء، صلحا اور عام افراد کا بھی یہی معمول رہا ہے۔

اسلام مسلمان کو نظم و ضبط اور طہارت کا پابند بناتا ہے، لہذا سستی کرتے ہوئے اس بات کا سہارا نہیں لینا چاہیے کہ چالیس دن تک گنجائش ہے۔ اسلام کے برعکس دیگر اقوام گندی رہتی ہیں۔ عیسائیوں کے ہاں غسل نہ کرنا پارسائی کی علامت سمجھا جاتا ہے۔ ہندو گنگا کے پانی ہی سے اشان کرنے کو نیکی سمجھتے ہیں اور داڑھی، مونچھ، ابرو، سر کے بال سبھی کا صفایا کر دیتے ہیں۔ سکھ بال کے کسی بھی حصے سے بال مونڈنے یا کاٹنے کو حرام سمجھتے ہیں۔ یہ دین فطرت ہی کا امتیاز ہے کہ اس نے

جسمانی صفائی اور جسم کے ہر جگہ کے بالوں کے متعلق وہ ہدایات دیں جو عین فطرت ہیں اور انسانی شخصیت کو طہارت کے ساتھ وقار اور حسن بھی عطا کرتی ہیں۔
 مونڈھنا، کاٹنا یا اکھیڑنا:

امام شوکانیؒ لکھتے ہیں: صفائی کا جو طریقہ اختیار کیا جائے درست ہے۔ مونڈنا ہو، کاٹنا ہو، اکھیڑنا یا کوئی پاؤں اور روشن استعمال کرنا۔ امام نوویؒ کہتے ہیں کہ مونڈنا افضل ہے کیونکہ حدیث میں لفظ ”حلق“ مونڈنا استعمال ہوا ہے۔

(فتاویٰ مولانا ثناء اللہ مدنی، مفت روزہ ”الاعتصام“ ۲۵ محرم ۱۴۱۳ھ)

کیا عورت استرا (ریزر) استعمال کر سکتی ہے؟

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ (ایک طویل حدیث میں) بیان کرتے ہیں کہ ہم جہاد سے لوٹے تو جب مدینہ پہنچے تو آپ ﷺ نے فرمایا:

اَمْهَلُوا حَتَّى تَدْخُلُوا لَيْلَا اَيَّ عِشَاءٍ لَكُمْ تَمْشِي الشَّحْنَةُ وَلَيْسَتْ جَدُّ

الْمُعْيِيَةِ. (صحیح بخاری، کتاب النکاح، باب الاستحاضة المغيبة و تمنط)

”ذرا دم لو! اب رات کو عشا کے وقت گھر پہنچو، ایسا کرنے سے جس عورت کے بال بکھرے ہوں وہ کنگھی کر لے گی اور جس کا خاوند غائب تھا وہ استرہ لے لے گی۔“ (یعنی زیر ناف اور زیر بغل بال صاف کر لے گی۔)

اس سے پتا چلتا ہے کہ عورت بال صاف کرنے کے لیے کوئی بھی طریقہ اختیار

کر سکتی ہے۔

احرام اور روزے کی حالت میں:

روزے کی حالت میں بالوں کا ازالہ کر سکتے ہیں۔ احرام کی حالت میں جسم کے کسی بھی حصے کے بالوں کا ازالہ کرنا منوع ہے۔

غسل اور بالوں کا ازالہ:

غسل کرنے سے پہلے بالوں کا ازالہ عموماً کیا جاتا ہے لیکن بعد میں غسل کرنا نہ فرض ہے نہ مستحب۔

بال، یا ناخن تراش کر پھینک دیں یا کوئی احترام ہے؟

مولانا ثناء اللہ مدنی نے اس استفسار پر جواب دیا ”دفن کر دینا چاہیے۔“

(تفصیل کے لیے دیکھئے ”تحفہ الودود فی احکام المولود، از ابن قیم)

(ہفت روزہ الاعتصام، ۱۳ محرم ۱۴۲۴ھ)

یہ احترام کے پیش نظر ہے اگر دفن نہ کریں تو اس سے گناہ بہر حال نہیں ہوگا۔

(واللہ اعلم بالصواب)



کتابیات

- تفسیر تیسیر القرآن، مولانا عبدالرحمن کیلانی
- تفسیر تفہیم القرآن، مولانا ابوالاعلیٰ مودودی
- صحیح بخاری
- صحیح مسلم مع شرح نووی..... مترجم عابد الرحمن صدیقی کاندھلوی
- صحیح مسلم..... مترجم مولانا وحید الزماں حیدر آبادی
- سنن ابوداؤد..... تشریح صلاح الدین یوسف
- سنن ابن ماجہ..... تشریح صلاح الدین یوسف
- المشکوٰۃ المصابیح
- اللؤلؤ والمرجان..... مترجم وشارح، مولانا داؤد راز، عبدالرشید تونسوی
- فقہ عبداللہ بن مسعود، محمد رواں قلعجی..... مطبوعہ معارف اسلامی، منصورہ لاہور
- فقہ السنہ محمد عظیمی، مطبوعہ معارف اسلامی لاہور
- بہشتی زیور..... مولانا اشرف علی تھانوی
- تحفہ خواتین، مولانا عاشق الہی بلند شہری
- فتاویٰ صراط مستقیم، مولانا محمود احمد میرپوری
- اسلامی صورت، مولانا عبدالسلام ہستوی
- احکام و مسائل، فتاویٰ مولانا عبدالمنان نور پوری
- حج اور عمرہ کے مسائل، ابو حمزہ محمد اقبال کیلانی
- نکاح کے مسائل، ابو حمزہ محمد اقبال کیلانی
- آپ کے مسائل جلد دوم، مولانا مبشر احمد ربانی
- معاشرے کی مہلک بیماریاں اور ان کا علاج، ابن حجر
- تفہیم دین، مولانا مبشر احمد ربانی

- المرأة المسلمة اردو ترجمہ خاتون اسلام، ابو بکر الخزازی
- تفہیم المسائل، مولانا گوہر رحمن
- فتاویٰ برائے خواتین اسلام، مطبوعہ دارالکتاب والسنۃ لاہور
- جدید فقہی مسائل، مولانا سیف اللہ خالد رحمانی، فاضل دیوبند
- خواتین سے سرزد ہونے پر کیا اس کی صفایاں
- زیبائش نسوان از محمد بن عبدالعزیز العنسد..... ترجمہ سلیم اللہ زمان، مطبوعہ دارالابلاغ

- خاتون خانہ کے ٹوٹکے
- ماہنامہ ”ترجمان القرآن“
- ماہنامہ ”محدث“
- ماہنامہ صحیفہ اہل حدیث، کراچی
- ہفت روزہ ”الاعتصام“
- ماہنامہ ”محدث“

علمائے کرام جن کے فتاویٰ بالواسطہ یا بلاواسطہ لیے گئے

- محمد ادریس شاہقی
- امام احمد بن حنبل
- شیخ احمد ابن حجر یوکی، مصنف تطہیر المجتمعات من ارجاس الموبقات، (اردو ترجمہ معاشرے کی مہلک بیماریاں اور ان کا علاج)
- مولانا اشرف علی تھانوی، مصنف بہشتی زیور و دیگر کتب کثیرہ
- مولانا ابوالاعلیٰ شامی، بوساطت ہفت روزہ ”الاعتصام“
- محمد اقبال کیلانی، مصنف سلسلہ تفہیم السنہ
- مولانا ثناء اللہ مدنی بوساطت ہفت روزہ ”الاعتصام“، ماہنامہ ”محدث“
- ابن حجر العسقلانی، شارح صحیح بخاری، فتح الباری
- حافظ ابن حزم، المحلی

- علامہ ابن حجر، مکی الزواجر عن اقتراف الكبائر
- مولانا خالد سیف اللہ رحمانی فاضل دیوبند، جدید فقہی مسائل
- سعید بن جبیر تابعی
- امام شوکانیؒ
- الشیخ صالح العثیمین مفتی سعودی عرب
- الشیخ صالح الفوزان مفتی سعودی عرب
- مولانا صالح الدین یوسف
- امام طبرنیؒ
- عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ
- عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ
- عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ
- ملا علی قاری حنفیؒ
- ابن عابدین شامی
- مولانا عبدالسلام استویؒ ”اسلامی صورت“
- الشیخ عبد اللہ بن جبرین مفتی سعودی عرب، عورتوں کی پچاس دینی خلاف ورزیاں
- الشیخ عبدالعزیز بن باز مفتی سعودی عرب
- مولانا عاشق الہی بلند شہریؒ، تحفہ خواتین
- محمد عطیہ خمیس مصنف فقہ السنہ
- مولانا عبداللہ النکشیخ الحدیث علماء اکیڈمی منصورہ
- عبدالرشید تونسوی، مترجم اللؤلؤ والمرجان
- مولانا عبدالننان نور پوری، احکام و مسائل فتاویٰ
- قاضی عیاضؒ
- حافظ ابن قیمؒ الجوزی

- ☐ کوثر نیازی
- ☐ مولانا گوہر الرحمن، تفہیم المسائل (قناوی)
- ☐ امام لیث
- ☐ امام ابن مقدسی
- ☐ امام مالک بن انس
- ☐ مولانا ابوالاعلیٰ مودودی
- ☐ علامہ محمد امین مثنوی، مفسر تفسیر ضوء البیان
- ☐ محمد رواس قلجی مصری، فقہ سحابہ اور فقہ تابعین کے مرتب
- ☐ محمد بن ابراہیم مفتی سعودی عرب
- ☐ محمد مہدی استنبولی
- ☐ محمد بن عبدالعزیز المنجد
- ☐ مولانا محمد منیر قمر سیالکوٹی
- ☐ مولانا مبشر احمد ربانی
- ☐ مولانا محمد داؤد راز
- ☐ مولانا محمود احمد میرپوری
- ☐ امام نووی
- ☐ علامہ ناصر الدین البانی
- ☐ نور احمد شاہ زکراچی
- ☐ امام ابو یوسف
- ☐ علامہ یوسف القرضاوی
- ☐ محمد یوسف طبری

اصلاح معاشرہ سیٹ

- 65/- 1۔ غیر مسلموں کی مصنوعات اور ہم
- 75/- 2۔ صحافت اور اس کی اخلاقی اقدار
- 18/- 3۔ لفظ اللہ کا ترجمہ خدا کیوں؟
- 26/- 4۔ بسم اللہ دعاء و شفاء
- 45/- 5۔ طاؤس و رہاب
- 28/- 6۔ ٹی وی گھر میں کیوں؟
- 60/- 7۔ نام اور القاب قرآن و سنت کی روشنی میں
- 18/- 8۔ تصویر ایک فتنہ
- 18/- 9۔ والنجر
- 15/- 10۔ استخارہ کیوں اور کیسے
- 15/- 11۔ ایمان کی ادنیٰ شاخ
- 30/- 12۔ بدعت کیا ہے؟
- 30/- 13۔ حدود کی حکمت نفاذ، تقاضے، قتل غیرت
- 25/- 14۔ مشکوک اشیاء سے پرہیز
- 18/- 15۔ معمولی چیزوں کا لین دین
- 18/- 16۔ ذعنا، اذکار اور انگلیاں
- 25/- 17۔ تقسیم وراثت اور ہمارا معاشرہ
- 12/- 18۔ ماہ ذوالحجہ کے فضائل
- 30/- 19۔ چند آیات کی تفسیر اور عمل صحابہ
- 40/- 20۔ اشیائے ضرورت کا اسلامی معیار
- 40/- 21۔ صلہ رحمی اور اس کے عملی پہلو

مریم خضاء